ماھنامہ خواتین

شوال المکرم 1446ھ اپریل 2025ء

جلد: 04

شمارہ: 04

ویب ایڈیشن

عید کے دن دعائے صحابہ

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہِ علیہ نقل فرماتے ہیں: صحابہ کرام علیہمُ الرِّضوان عید کے روز آپس میں ملاقات کرتے تو ایک دوسرے کو یوں دعا دیتے: تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَ مِنْکَ یعنی اللہ پاک ہماری اور آپ کی عبادات قبول فرمائے۔

(فتح الباری، 3/387، تحت الحدیث:952)

خوف دُور کرنے کا روحانی علاج

یَارَءُوْفُ یَارَءُوْفُ پڑھتے رہیے، ان شاء اللہ خوف اُڑ جائے گا۔ (مدنی مذاکرہ، 16جمادی الاُولیٰ 1441ھ)

گھر کے آسیب کا علاج

اَصحابِ کہف کے نام اگر لکھ کر لگا دیئے جائیں تو شریر جنات گھر میں نہیں آتے اور اگر ہوں تو بھاگ جاتے ہیں۔ (شفاء العلیل مع القول الجمیل، ص162)

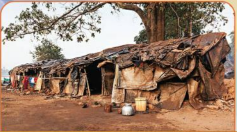

غربت سے نجات

اگر گھر میں بیماری اور غربت وناداری نے بسیرا کر لیا ہو تو بلاناغہ 7 روز تک ہر نماز کے بعد یَا رَزَّاقُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا سَلَامُ 112 بار پڑھ کر دعا کیجئے، ان شاء اللہ بیماری، تنگدستی وناداری سے نجات حاصل ہوگی۔

(چڑیا اور اندھا سانپ، ص30)

فہرست

حمد و نعت	نعت و منقبت	شعبہ ماہنامہ خواتین	2
قرآن و حدیث			
تفسیرِ قرآنِ کریم	اللہ پاک دیکھ رہا ہے	عالمہ اُمِّ حبیبہ عطاریہ مدنیہ	3
شرحِ حدیث	جادوگروں کے کرتوت اور شرعی سزائیں	عالمہ بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ	5
ایمانیات و عبادات			
عبادات	شوال کی عبادات	عالمہ اُمِّ غزالی عطاریہ مدنیہ	7
فیضانِ سیرت			
اخلاقِ نبوی	حضور کی اپنے نواسوں سے محبت	بنتِ طاہر (اول پوزیشن) / بنتِ محمد یسین	9
ازواجِ انبیا	سیدہ عائشہ کے اعلیٰ اوصاف (آٹھویں اور آخری قسط)	شعبہ ماہنامہ خواتین	11
بزرگ خواتین کے سبق آموز واقعات	اجڑی کوکھ	عالمہ اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ	14
فیضانِ بزرگانِ دین			
فیضانِ اعلیٰ حضرت	شرح سلام رضا	عالمہ بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ	15
فیضانِ امیرِ اہلِ سنت	مدنی مذاکرہ	امیرِ اہلِ سنت	18
اسلام اور خواتین			
عورت کو ایسا ہونا چاہئے!	فرمائشوں پر کنٹرول کیجئے	اُمِّ میلاد عطاریہ	20
علم نور ہے			
حصولِ علمِ دین کی رکاوٹیں	بری عادتیں (قسط 8)	عالمہ بنتِ افضل عطاریہ مدنیہ	22
دارالافتاء اہلسنت			
	شرعی رہنمائی	مفتی محمد قاسم عطاری	25
	اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	مفتی محمد قاسم عطاری	27
رسم و رواج			
شادی کی رسمیں	رخصتی (چوتھی اور آخری قسط)	عالمہ بنتِ منصور عطاریہ مدنیہ	28
اخلاقیات			
جنت میں لے جانے والے اعمال	درست مشورہ	اُمِّ انس عطاریہ	30
جہنم میں لے جانے والے اعمال	غلط مشورہ	بنتِ اعجاز احمد (اول پوزیشن) / بنتِ مقصود عطاریہ	32
فیضانِ دعوتِ اسلامی			
پیغامِ بنتِ عطار	63 نیک اعمال (نیک عمل نمبر 29)	بنتِ عطار باجی	34
	نئی لکھاری	بنتِ عبدالوسیم بیگ	36
	تاثرات و سفارشات	عالمہ ام غزالی عطاریہ مدنیہ	39
	دعوتِ اسلامی کے چند شعبہ جات کی جائزہ رپورٹ 2023 اور 2024	عالمی مجلسِ مشاورت آفس	40

چیف ایڈیٹر: مولانا ابو الابصار قادری

سینئر معاون: مولانا ابو زین العابدین عطاری مدنی

ڈیزائنر: ابو اذلان غوری

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی
دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریراً) واٹس ایپ نمبر پر بھیجئے:
mahnamahkhawateen@dawateislami.net
صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین، مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ دعوتِ اسلامی

حمد و نعت

نعت

ایسی قدرت نے تری صورت سنواری یا رسول

ایسی قدرت نے ترِی صورت سنواری یا رسول
دونوں عالَم کو ہوئی یہ شکل پیاری یا رسول

ہے کہاں مادَر کو اُلفت اس قدر فرزند سے
تجھ کو ہے اُمت کی جتنی پاسداری یا رسول

خوابِ غفلت میں پڑے دن رات ہم سوتے رہے
تم نے کی غم میں ہمارے اَشک باری یا رسول

وقتِ پیدائش شبِ مِعراج مَرقَد میں کہیں
تم نے امّت کی نہ چھوڑی غم گساری یا رسول

حق کے پیارے آپ اور اُمت ہے پیاری آپ کو
اس لئے حق کو ہوئی اُمت بھی پیاری یارسول

ہر مصیبت سے بچایا تیرے نامِ پاک نے
تیری رحمت نے مِری حالت سنواری یا رسول

ہے فقط اتنی تمنائے جمیلِؔ قادری
ہو ترِی خالص محبت دل میں ساری یا رسول

از: مداح الحبیب مولانا جمیل الرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ

قبالۂ بخشش، ص89

منقبت

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سِوا تم ہو
قسیمِ جامِ عرفاں اے شَہ احمد رضا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہلِ طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطبُ الاولیاء تم ہو

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی
ہے سینہ مجمعُ البحرین ایسے رہنما تم ہو

مُزَیَّن جس سے ہے تاجِ فضیلت تاج والوں کا
وہ لعلِ پر ضیا تم ہو، وہ دُرِّ بے بہا تم ہو

تمہیں پھیلا رہے ہو علمِ حق اَکنافِ عالَم میں
امامِ اہلِ سنت نائبِ غوثُ الوریٰ تم ہو

بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے
بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسرا تم ہو

علیمِؔ خستہ اِک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

از: خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبد العلیم میرٹھی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

حیاتِ اعلیٰ حضرت، 132/1

اللہ پاک دیکھ رہا ہے

اُمِّ حبیبہ عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ اُمِّ عطار گلبہار سیالکوٹ

اللہ پاک فرماتا ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِؕ(۱۴) (پ30، الفجر:14)

ترجمہ: بیشک تمہارا رب یقیناً دیکھ رہا ہے۔

تفسیر

یہاں اللہ پاک کے دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ پاک بنی آدم کے اعمال پر نگاہ رکھتا ہے اور اس سے بندوں کا کوئی کام چھپا نہیں اور اسے ہر چیز کا بخوبی علم ہے۔ مرصاد سے مراد وہ مکان ہے جس میں بیٹھ کر کوئی شخص کسی کی گھات میں لگا ہوتا ہے اور اس کے انتظار میں ہوتا ہے اور المرصاد کا اللہ پاک پر اطلاق کرنے میں مفسرین کرام کا اختلاف ہے۔ ابن عطیہ کا قول ہے کہ ہو سکتا ہے الْمِرْصَاد صیغہ مبالغہ ہو جیسے الْمِطْعَام اور الْمِطْعَان۔ بعض کا قول ہے کہ کلام میں استعارہ تمثیلیہ ہے جس سے شاید یہ مراد ہے کہ اللہ پاک نافرمانوں اور گناہ گاروں کے اعمال پر نگران ہے(اسے ہر بات کا علم ہے)۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ جس طرح گھات لگانے والا کمین گاہ میں گزرنے والے کو خوب دیکھ رہا ہوتا ہے تو بلا تشبیہ و تمثیل اللہ پاک بھی بندوں کے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے اور جس طرح گزرنے والا گھات لگانے والے سے بے خبر ہوتا ہے یونہی انسان بھی اللہ پاک سے غافل اور اپنے کاموں میں آخرت سے بے خبر مشغول ہے۔[1] چنانچہ،

انسان کو کامیاب زندگی گزارنے کے لیے یہ تصور رکھنا ضروری ہے کہ اللہ پاک دیکھ رہا ہے کیونکہ یہ تصور اسے گناہوں سے روکے گا اور نیکی کی راہ میں راہ نمائی کرے گا۔ اس فانی دنیا میں کیا جانے والا ہمارا ہر عمل اللہ پاک دیکھ رہا ہے، چاہے وہ عمل نیکی پر مشتمل ہو یا برائی پر، اس عمل کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے، اس عمل کو ہم نے چھپ کر کیا ہو یا لوگوں کے درمیان، دن کے اجالے میں کیا ہو یا رات کے اندھیرے میں، کوئی دوسرا اس پر آگاہ ہوا ہے کہ نہیں اور چاہے ہمیں وہ عمل یاد ہو یا نہ ہو وغیرہ۔ البتہ یاد رہے کہ دیکھنا اللہ پاک کی ذاتی صفت ہے مگر اس سے یہ مراد نہیں وہ آنکھ سے دیکھتا ہے کہ آنکھ جسم ہے اور اللہ پاک جسم سے پاک ہے۔ اس کے باوجود ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ہر باریک سے باریک کو کہ خورد بین سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے اور اس کا دیکھنا کسی بھی چیز پر منحصر نہیں، بلکہ وہ ہر موجود شے کو دیکھتا ہے۔[2] چنانچہ اللہ پاک دیکھ رہا ہے، یہ یقین رکھتے ہوئے اگر کسی کو گناہ سے روکنے کے لئے کہا جائے: اللہ پاک سے حیا کر! اور وہ جواب میں کہے کہ میں نہیں کرتا تو اس کا ایسا کہنا کفر ہے۔[3] جبکہ حضرت فَرقد سَبْخِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: منافق جب دیکھتا ہے کہ کوئی نہیں دیکھ رہا تو برائی کی جگہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ اس بات کا تو خیال رکھتا ہے کہ لوگ اسے نہ دیکھیں مگر اللہ پاک دیکھ رہا ہے اسے اس بات کا لحاظ نہیں کرتا۔[4] لہٰذا ہمیں ہر وقت یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ کوئی دیکھے نہ دیکھے اللہ پاک ہمیں دیکھ رہا ہے کہ یہی سوچ ہمارے بزرگانِ دین نے ہمیں دی ہے۔ چنانچہ،

منقول ہے کہ ایک شخص کسی شامی عورت کے پیچھے لگ گیا اور ایک مقام پر اسے خنجر کے بل بوتے پر یرغمال بنا لیا۔ جو کوئی اس عورت کو بچانے کے لیے آگے بڑھتا وہ اسے زخمی کر دیتا۔ وہ عورت مسلسل مدد کے لیے پکار رہی تھی۔ اتنے میں حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے گزرے تو اس

شخص کو کندھا مارتے ہوئے آگے نکل گئے۔ وہ شخص پسینے میں شرابور ہو کر زمین پر گر گیا اور عورت اس کے چنگل سے آزاد ہو گئی۔ اس کے ارد گرد جمع ہونے والے لوگوں نے اس سے پوچھا: تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے بتایا کہ ایک بزرگ نے مجھے کندھا مار کر کہا: **اللہ پاک دیکھ رہا ہے،** ان کی یہ بات سن کر میں ہیبت زدہ ہو گیا۔[5]

حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کی: میں آنکھیں نیچی رکھنے کی عادت بنانا چاہتا ہوں؛ مجھے ایسی بات ارشاد فرمائیے جس سے مدد حاصل ہو۔ فرمایا: یہ ذہن میں رکھو کہ میری نظر کسی دوسرے کو دیکھے اس سے پہلے ایک دیکھنے والا یعنی اللہ پاک مجھے دیکھ رہا ہے۔[6]

ہمارے یہ اعمال صرف اللہ پاک کے ازلی اور ابدی علم میں ہی محفوظ نہیں بلکہ کوئی اور بھی ان کو جمع کر رہا ہے۔ چنانچہ (1) اللہ پاک نے ہمارے سیدھے اور الٹے کندھوں پر دو فرشتے مقرر فرما دیئے جو ہمارے اچھے اور برے اعمال کو نوٹ کر رہے ہیں۔ (2) ہمارے جسم کے اعضا مثلاً آنکھ، کان، زبان، دل، پاؤں وغیرہ جو ہر اچھے برے کام میں ہمارے ساتھ ہیں، یہ دنیا میں ہمیں اپنے تاثرات سے محروم رکھتے ہیں لیکن بروزِ قیامت یہی اعضا ہمارے خلاف گواہی دیں گے۔ (3) یہ زمین جس پر ہم زندگی گزار رہی ہیں بروزِ قیامت یہ بھی گواہی دے گی اور (4) دن اور رات وغیرہ۔[7]

اللہ پاک سب کچھ کر سکتا ہے تو فرشتوں کو مقرر کرنے کی وجہ؟ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ پاک نہیں دیکھ رہا تو وہ مسلمان نہیں رہے گا۔ فرشتوں کو مقرر کرنا یہ اللہ پاک کی مرضی ہے۔ اللہ پاک فرشتوں کا ہر گز محتاج نہیں۔ اگر فرشتے اعمال نہ بھی لکھیں تب بھی اللہ پاک کو پتا ہے۔[8]

اللہ پاک آسمان سے دیکھ رہا ہے کہنا کیسا؟ **اللہ پاک آسمان سے** دیکھ رہا ہے یہ کلمہ کفریہ ہے۔ جیسا کہ کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب نامی کتاب کے صفحہ 104 پر ہے کہ بد نگاہی کرنے والے کو ڈرانے کے لئے یہ کہنا کہ اللہ پاک آسمان سے دیکھ رہا ہے تو یہ کفریہ جملہ ہے۔[9]

چھپ کے لوگوں سے کیے جس کے گناہ | وہ خبر دار ہے کیا ہونا ہے

اللہ پاک دیکھ رہا ہے! نمایاں جگہ پر لکھ کر لگا دیجئے۔ گھر، آفس وغیرہ جہاں ہر وقت نظر پڑتی ہو وہاں یہ جملہ لکھ کر لگا دینے سے مراقبہ کرنے میں آسانی ہو گی۔

کوئی بھی کام کرنے سے پہلے 2 منٹ مراقبہ کیجئے کہ اللہ پاک دیکھ رہا ہے۔ اگر اس میں اخروی فائدہ ہو تو کیجئے ورنہ چھوڑ دیجئے۔

مراقبے کے فائدے مراقبہ تمام نیکیوں کی اصل ہے۔ مراقبہ کے بغیر کسی عمل میں اخلاص پیدا نہیں ہو سکتا۔ مراقبہ تمام برائیوں سے بچانے میں مددگار ہے۔ مراقبہ ظلم سے بچاتا ہے۔ اگر انسان اپنی روزمرہ زندگی میں مراقبہ کی عادت اپنا لے تو یہ تصور قائم رہے گا کہ اللہ پاک مجھے اور میرے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

مٹ جائے گناہوں کا تصور ہی جہاں سے اقبال
اگر ہو جائے یقین کہ اللہ دیکھ رہا ہے

اے کاش! ہم ہمیشہ یہ نظریہ رکھیں کہ میرا رب میرے ساتھ ہے، میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے، میرا رب میرا نگہبان ہے، تو جہاں سے گناہ کی واردات کم ہو جائیں گی۔

اٰمین بجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 تفسیر حسنات، 7/1352
2 بہار شریعت، 1/7، حصہ: 1 ملخصاً
3 فتاویٰ تاتارخانیہ، 5/470، 471 ملتقطاً
4 احیاء العلوم، 5/130
5 کتاب التوابین، ص213 ملخصاً
6 احیاء العلوم، 5/129
7 فکر مدینہ مع 41 حکایاتِ عطاریہ، ص16 تا 21 ملتقطاً
8 بازو پر Tattoo بنانا کیسا؟ ص11، 12
9 کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص104، 105

جادوگروں کے کرتوت اور شرعی سزائیں

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
شعبہ ٹیچر ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ مجلس جامعۃ المدینہ گرلز

فرمانِ مصطفےٰ ہے: رات میں ایک گھڑی ایسی تھی جس میں حضرت داؤد علیہ السلام اپنے گھر والوں کو جگاتے اور فرماتے تھے: اے داؤد کے گھر والو! اٹھو! نماز پڑھ لو کیونکہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں اللہ پاک جادوگر یا ظلماً ٹیکس وصول کرنے والوں کے سوا سب کی دعا قبول فرماتا ہے۔[1]

شرحِ حدیث

حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہِ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: یہ دونوں (جادوگر اور ٹیکس وصول کرنے والے) بڑے ظالم ہوتے ہیں، جادوگر لوگوں پر جانی ظلم کرتا ہے اور چنگی والے، ٹیکس وصول کرنے والے مالی ظلم بہت کرتے ہیں اور ان کے ذمہ حقوق العباد بہت ہوتے ہیں اس لیے ان کی تہجد کے وقت مانگی ہوئی دعا بھی قبول نہیں ہوتی کیونکہ لوگوں کی بددعائیں ان کے پیچھے پڑی ہوتی ہیں۔ صوفیا فرماتے ہیں: دعا کی قبولیت چاہتے ہو تو بددعائیں نہ لو۔[2]

اس سے معلوم ہوا کہ جادوگر بارگاہِ الٰہی سے کس قدر دور ہیں کہ تہجد کا وقت جو کہ اللہ پاک سے مناجات کرنے اور دعائیں قبول ہونے کا وقت ہے اس وقت میں بھی ان کی دعا قبول نہیں ہوتی، جادو کرنے والا دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کا حق دار ہے، دنیا میں بھی جادوگر کے لیے شرعاً سزائیں مقرر ہیں اور آخرت میں بھی اس کے لیے عذاب کی وعید ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: جادو کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ اس کو تلوار سے قتل کر دیا جائے۔[3] جبکہ حضرت ابنِ مسیب رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ نے ایک جادوگر کو پکڑ کر اسے سینے تک گاڑ کر چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔[4] نیز حضرت بَجالَہ رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے پاس حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ کا خط ان کی شہادت سے ایک سال پہلے تشریف لایا جس میں یہ تحریر تھا کہ ہر جادوگر کو قتل کر دو۔[5]

احناف کے نزدیک اگر کسی کا کئی مرتبہ لوگوں پر جادو کرنا ثابت ہو یا وہ معین شخص پر جادو کا اقرار کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ یہ حکم مرد کا ہے چاہے مسلمان ہو یا کافر، اگر عورت ہے تو اسے قید کیا جائے گا۔[6] البتہ! جادوگر کو قتل کرنا حاکم کا کام ہے عوام کو قانون ہاتھ میں لینے کی شرعاً اجازت نہیں۔ کسی شخص کا لوگوں پر جادو کرنا شرعاً ثابت ہو جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہِ علیہ کے نزدیک اس کی توبہ حاکم قبول نہیں کرے گا بلکہ اسے قتل ہی کرے گا۔[7] جبکہ علامہ بدرُ الدین عینی لکھتے ہیں کہ امام مالک، امام اعظم اور امام احمد کی دو روایتوں میں سے مشہور روایت کے مطابق جادوگر کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔[8]

جادوگر چونکہ کالا جادو کرتے ہیں اور جادو کی بھاری فیس لیتے ہیں، لہٰذا کالے جادو کی کمائی کے متعلق دار الافتا اہلسنت کا فتویٰ ہے: کالا جادو کرنے کی اُجرت لینا ناجائز و حرام ہے، اسی طرح اجرت دینا بھی ناجائز و حرام ہے، کیونکہ یہ سراسر ناجائز اور گناہ والا کام ہے، جبکہ گناہ والے کام کا اجارہ کرنا، اس کی اجرت لینا، اسی طرح اس کی اجرت دینا بھی ناجائز و گناہ ہے۔ ناجائز کام کی اجرت کے حرام ہونے کے بارے میں امام احمد رضا خان رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حرام فعل کی اجرت میں جو کچھ لیا جائے، وہ بھی حرام کہ اجارہ نہ معاصی پر جائز ہے، نہ اطاعت پر۔[9] اگرچہ دی جانے والی اجرت حلال مال سے دی

جائے، پھر بھی یہ اجرت لینا ناجائز ہی ہے اور جس چیز کا لینا ناجائز ہوتا ہے وہ دینا بھی ناجائز ہے۔ لہٰذا دینے والے کے لئے بھی یہ اجرت دینا جائز نہیں ہے۔[10]

جعلی عاملوں اور جادوگروں کے کرتوت بہت سے لوگ علم و شعور کی کمی اور دین سے دوری کی وجہ سے نام نہاد عاملوں اور جادوگروں کے چکر میں پھنس جاتے ہیں جو سادہ لوح عوام کو اپنے جال میں پھنسا کر ان سے مال بٹورتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان جعلی عاملوں وغیرہ کے ہاتھوں ایسی خواتین کی عصمت دری کے واقعات بھی پیش آتے رہتے ہیں۔ کیونکہ ایسے عامل اور بابوں کے جھانسے کا شکار زیادہ تر خواتین ہی ہوتی ہیں اور اس کی ایک بہت بڑی وجہ جگہ جگہ ان جعلی عاملوں کے اشتہارات اور پمفلٹ وغیرہ کی تعداد میں اضافہ ہے۔ جگہ جگہ دیواروں پر کچھ اس طرح کے الفاظ لکھے ہوتے ہیں: آپ کے مسائل کا واحد حل فلاں بنگالی عامل، ہر مسئلے کا حل صرف ایک فون کال، من پسند شادی، رشتوں اور کاروبار کی بندش، بے اولادی وغیرہ ہر مسئلے کا حل۔ ایسے بیسیوں جملے جگہ جگہ لکھے ہوئے نظر آتے ہیں جن سے متاثر ہو کر بے روزگاری، بے اولادی، گھریلو ناچاقی، بیماری اور قرض داری وغیرہ جیسے مسائل میں پھنسے لوگ اپنے مسائل کا واحد حل ان جعلی عاملوں کو سمجھنے لگتے ہیں۔ ان جعلی بابوں کا شکار بننے والوں میں خواتین کی تعداد بہت زیادہ ہے جو شوہروں کو راہِ راست پر لانے، اولاد کو فرمانبردار بنانے، گھریلو جھگڑوں سے نجات وغیرہ کے لیے ان کے پاس جاتی ہیں اور ان کے ہتھے چڑھ کر اپنا مال و دولت اور بسا اوقات عزت تک گنوا بیٹھتی ہیں۔ چنانچہ 2013 میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق جعلی عاملوں نے دو برس کے دوران 2500 سے زائد خواتین کو زیادتی کا نشانہ بنایا۔[11]

جعلی عاملین اور بچوں کا قتل ان جعلی عاملوں کے ہاتھوں انسانی جانیں تک محفوظ نہیں، کیونکہ بعض لوگ ان عاملوں کے کہنے پر جادو کے لئے انسانی خون، دل، جگر، کھوپڑی وغیرہ حاصل کرنے کے لئے معصوم بچوں کے اغوا اور قتل تک کے واقعات میں ملوث ہو جاتے ہیں اور بعض تو اس حد تک گر جاتے ہیں کہ اپنے یا اپنے کسی عزیز کے بچوں تک کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ جیسا کہ ایک رپورٹ کے مطابق ایک ظالم ماموں نے ایک جعلی عامل کے کہنے پر اپنی مراد پانے کے لیے سفاکیت کی تمام حدیں پار کرتے ہوئے اپنی ہی بہن کی گود اجاڑ دی اور اپنے تین بھانجوں کو ذبح کر کے جنگل میں پھینک دیا۔ اطلاعات کے مطابق بچوں کو قتل کرنے والا یہ شخص کسی عامل کا عقیدت مند تھا اور اس سے یہ جادو ٹونہ سیکھنا چاہتا تھا۔ نیز اس عامل نے ہی اسے یہ حکم دیا تھا کہ اگر تم ماہر عامل بننا چاہتے ہو تو تین بچوں کو قتل کرو۔ اسی طرح ایک جعلی پیر نے اپنے ایک بے اولاد مرید کو یہ ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ کسی بچی کو قتل کرے گا تو اس کی اولاد ہو گی۔ چنانچہ اس پر اس ظالم و سفاک شخص نے اپنے ایک رشتہ دار کی چار سالہ بچی کو قتل کر دیا۔[12]

سخت دلی کی انتہا ہو گئی ہے، ایک عام انسانی ذہن بھی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ کسی معصوم کی جان لینا آپ کے حالات کو بدل سکتا ہے۔ لیکن ان جعلی عاملوں اور پیروں کے جھانسے میں آکر ان ظالموں کی عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں اور یہ ایسے گھناؤنے جرائم کر بیٹھتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ جادوگر کی آخرت میں سزا جہنم کا عذاب عظیم ہے جس کی ہولناکیوں اور خوف ناکیوں کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور جہنم کے درد ناک عذاب سے محفوظ رکھے۔[13]

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) مسند امام احمد، 26/209، حدیث: 16281 (2) مراۃ المناجیح، 2/261 (3) ترمذی، 3/139، حدیث: 1465 (4) مصنف عبد الرزاق، 9/480، حدیث: 19026 (5) ابوداود، 3/227، حدیث: 3043 (6) احکام تعویذات، ص 134 (7) احکام تعویذات، ص 136 (8) عمدۃ القاری، 10/55 (9) فتاویٰ رضویہ، 21/187 (10) دار الافتاء اہلسنت غیر مطبوع، فتوی نمبر Aqs-2348 : ماخوذاً (11) روزنامہ نوائے وقت 23 جون 2013 (12) روزنامہ نوائے وقت 25 اپریل 2014 (13) جہنم کے خطرات، ص 50

شوال کی عبادات

عالمہ ام غزالی عطاریہ مدنیہ
شعبہ ماہنامہ خواتین

رمضان المبارک کی حسین گھڑیاں گزارنے کے بعد اسلامی سال کا دسواں ماہ شوال المکرم حج کے مہینوں میں سب سے پہلا مہینا ہے۔(1)

چاند رات: ماہِ شوال کی شروعات ایسی بابرکت رات سے ہوتی ہے جسے لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات کہا جاتا ہے۔ گویا یہ رات روزہ داروں کو عیدی دیئے جانے کی رات ہے، مگر افسوس! جن مسلمانوں کو یہ رات عبادت میں گزارنا تھی وہ نادان اس رات گناہوں کا بازار خوب گرم کرتے، خوب رنگ رلیاں مناتے، فلموں ڈراموں کا اہتمام کرتے اور ساری رات شاپنگ میں گزار دیتے ہیں۔ حالانکہ اس مبارک رات کی فضیلت کے متعلق مروی ہے کہ اس رات ثواب کے لئے عبادت کی جائے تو جنت واجب ہو جاتی ہے(2) اور اس رات میں دعا رد نہیں کی جاتی۔(3)

عید کا دن: حضرت عبدُ اللہ ابنِ عباس رضی اللہُ عنہما سے مروی ہے: جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ پاک اپنے معصوم فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتا ہے، وہ فرشتے زمین پر تشریف لا کر سب گلیوں اور راہوں کے سروں پر کھڑے ہو کر اس طرح پکارتے ہیں: اے اُمّتِ محمد! اس ربِّ کریم کی بارگاہ کی طرف چلو! جو بہت زیادہ عطا کرنے والا اور بڑے سے بڑا گناہ معاف فرمانے والا ہے۔ پھر اللہ پاک اپنے بندوں سے یوں مخاطب ہوتا ہے: اے میرے بندو! مانگو! کیا مانگتے ہو؟ میری عزت و جلال کی قسم! آج کے روز اس (نماز عید کے) اجتماع میں اپنی آخرت کے بارے میں جو کچھ سوال کرو گے وہ پورا کروں گا اور جو کچھ دنیا کے بارے میں مانگو گے اس میں تمہاری بھلائی کی طرف نظر فرماؤں گا (یعنی اس معاملے میں وہ کروں گا جس میں تمہاری بہتری ہو) میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا لحاظ رکھو گے میں بھی تمہاری خطاؤں کی پردہ پوشی فرماتا رہوں گا۔ میری عزت و جلال کی قسم! میں تمہیں حد سے بڑھنے والوں (یعنی مجرموں) کے ساتھ رسوا نہ کروں گا۔ اپنے گھروں کی طرف مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ۔ تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں بھی تم سے راضی ہو گیا۔(4)

بعدِ رمضان عید ہوتی ہے | رب کی رحمت مزید ہوتی ہے

عید کے دن کرنے والے کام

صدقہ فطر: اس خوشی کے دن ہمارے آقا صلی اللہُ علیہ والہٖ وسلم نے ہمیں غریبوں اور مسکینوں کا خیال رکھنے کی تعلیم دی اور انہیں بھی اس خوشی میں شریک کرنے کے لئے صدقہ فطر کا حکم دیا تاکہ وہ نادار افراد جو اپنی ناداری کی وجہ سے اس روز عید کی خوشی نہیں منا سکتے وہ بھی خوشی منا سکیں۔

عید کا تحفہ: جو عید کے دن 300 مرتبہ سُبْحٰنَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھے اور فوت شدہ مسلمانوں کی روحوں کو اس کا ثواب پہنچائے تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوتے ہیں اور جب وہ پڑھنے والا خود مرے گا تو اللہ پاک اس کی قبر میں بھی ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا۔(5)

شوال شریف کی دیگر عبادات اور اوراد و وظائف

(1) جو شوال کی پہلی رات یا دن میں آٹھ رکعت اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد 25 مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد 70 بار تیسرا کلمہ اور استغفار پڑھے تو اس کی تمام حاجات پوری ہوں گی۔(6)

(2) جو شوال کی پہلی رات اور دن میں نمازِ عید ہو جانے کے بعد چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص 21 مرتبہ پڑھے تو اللہ کریم اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے گا اور اس کے لئے جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جائیں اور اسے اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک جنت میں اپنا مکان نہ دیکھ لے۔[7]

(3) جو ماہِ شوال میں 8 رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص 25 مرتبہ پڑھے پھر سلام پھیر کر 70 بار تیسرا کلمہ اور 70 بار درود شریف پڑھے تو بہت زیادہ ثواب پائے گا اور اگر اس ماہ انتقال کر گیا تو اللہ پاک اسے شہید کا درجہ عطا فرمائے گا اور اسے بخش دیا جائے گا۔[8]

(4) **صلوۃِ عُتقَا:** جو ماہِ شوال میں کسی بھی وقت 8 رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد 15 بار سورۂ اخلاص پڑھے، پھر نماز کے بعد 70 بار سبحان اللہ اور 70 مرتبہ درودِ پاک پڑھے تو ایک روایت کے مطابق یہ نماز پڑھنے والے کے دل میں اللہ پاک ☆حکمت کی کھیتی اگائے گا ☆ اس کی زبان کو (کمال درجے کی) قوتِ گویائی عطا فرمائے گا اور ☆اسے دنیا کے امراض اور ان کا علاج بتا دے گا۔ ☆آخری سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے اس کی بخشش فرما دے گا۔ ☆اگر اس دوران اس کا انتقال ہو جائے تو وہ شہید اور مغفرت یافتہ ہو گا۔ ☆جو دورانِ سفر یہ نماز ادا کرے تو اللہ پاک اس کے لئے منزلِ مقصود تک پہنچنا آسان فرما دے گا ☆اگر وہ قرض دار ہے تو اللہ پاک اس کا قرض ادا کر دے گا اور ☆اگر وہ ضرورت مند ہے تو اللہ پاک اس کی حاجات پوری کر دے گا۔ ☆اس کو ہر حرف اور ہر آیت کے بدلے جنت میں ایک مَخرَفَہ عطا فرمائے گا۔ پھر مَخرَفَہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ جنت میں دو ایسے باغ ہیں کہ اگر کوئی سوار ایک سو سال تک اس کے درختوں میں سے کسی ایک درخت کے سائے میں چلتا رہے تب بھی اس کی مسافت طے نہ کر سکے۔[9]

(5) عیدُ الفطر کے بعد 4 رکعتیں پڑھے، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اعلیٰ، دوسری میں سورۂ شمس، تیسری میں سورۂ ضُحیٰ اور چوتھی رکعت میں سورۂ اَلَمْ نَشْرَح ایک ایک بار پڑھے اور سلام کے بعد 21 بار سورۂ اخلاص پڑھے۔

(6) شوال کی 6 تاریخ کو 6 رکعتیں پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ طارق ایک ایک بار پڑھے اور سلام کے بعد 100 بار درودِ پاک پڑھے۔

(7) اس مہینے کے آخری عشرے میں ہر روز سورۂ فاتحہ 50 بار پڑھے تو ختمِ قرآن اور شہدا کا ثواب عطا ہو اور اس سال اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہ لکھا جائے گا۔[10]

(8) جو چھ دن شوال میں روزے رکھے تو گناہوں سے یوں نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔[11] یا گویا اس نے عمر بھر کے روزے رکھے۔[12] بہتر یہ ہے کہ یہ روزے مُتَفَرِّق (یعنی ناغہ کر کے) رکھے جائیں اور عید کے بعد لگاتار چھ دن میں رکھ لے تب بھی حرج نہیں۔[13]

شوال شریف میں رخصتی: ماہِ شوال کو شادی بیاہ کے لئے منحوس سمجھنا بالکل غلط اور جاہلیت ہے، کیونکہ یہ بد شگونی ہے جو جائز نہیں۔ بلکہ اس ماہ شادی یا رخصتی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے مجھ سے نکاح بھی شوال میں کیا اور زفاف بھی۔[14] علما فرماتے ہیں: ماہ شوال میں نکاح مستحب ہے۔[15] اللہ پاک ہمیں اس مبارک اور برکتوں والے مہینے میں خوب خوب عبادتیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

---

(1) بہارِ شریعت، 1/63، حصہ: 1 ماخوذاً (2) ترغیب وترہیب، 2/98، حدیث: 2 (3) تاریخ ابن عساکر، 10/408، رقم: 2604 (4) ترغیب وترہیب، 2/61، 62 حدیث: 23 (5) مکاشفۃ القلوب، ص308 (6) جواہر خمسہ، ص28 (7) رکن دین، حصہ: 1، ص174 (8) لطائف اشرفی، 2/236 (9) غنیۃ الطالبین، 2/249 (10) جواہر خمسہ، ص27 (11) مجمع الزوائد، 3/425، حدیث: 5102 (12) مسلم، ص456، حدیث: 2758 (13) بہارِ شریعت، 1010/2، حصہ: 5 (14) مسلم، ص568، حدیث: 3483 (15) مراۃ المناجیح، 5/33

حضور کی اپنے نواسوں سے محبت

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 32ویں تحریری مقابلے سے منتخب کر کے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کئے جا رہے ہیں)

بِنتِ طاہر (اول پوزیشن)
(جامعۃ المدینہ گرلز غلہ منڈی پاکپتن)

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی جنت کے نوجوانوں کے سردار حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت مثالی تھی، آپ نے ان کا عقیقہ خود فرمایا۔[1] جبکہ عموماً والدین یہ کام سر انجام دیتے ہیں۔ ان دونوں پاکباز ہستیوں کو گھٹی بھی آپ ہی نے دی۔[2] پھر جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرمائیں کہ یااللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔[3] ان کی شان کو مکمل طور پر کوئی بیان کر ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ حضرت ابو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک رات میں کسی کام سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں گیا تو حضور اس طرح تشریف لائے کہ آپ کسی چیز کو گود میں لئے ہوئے تھے، مجھے خبر نہ تھی کہ وہ کیا ہے، جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا میں نے پوچھا: یہ کیا ہے جو آپ گود میں لئے ہوئے ہیں؟ حضور نے اسے کھولا تو وہ امام حسن و حسین تھے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ الٰہی! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر۔[4] حضور نے ان سے محبت کو اپنی ذات سے محبت کرنا قرار دیا۔ جیسا کہ ابن ماجہ کی حدیث پاک میں ہے: مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ یعنی جس نے حسن و حسین سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔[5]

سبحان اللہ! اندازہ لگائیے کہ حضور کے ہاں امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا مقام و مرتبہ کس قدر بلند اور آپ کی ان سے محبت کتنی زیادہ ہے۔ حضور ان دونوں سے محبت کا اظہار اپنے پیارے صحابہ کرام کے سامنے بھی فرماتے تھے۔ جیسا کہ ایک بار حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو حضور کے کندھوں پر سوار دیکھا تو عرض کی: آپ دونوں کی سواری کیسی شاندار ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور سوار بھی تو کیسے لاجواب ہیں![6]

نیز جنتی جوانوں کے سرداروں کی شان دیکھئے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور سے پوچھا گیا: آپ کو اہلِ بیت میں کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟ ارشاد فرمایا: حسن اور حسین۔ حضور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے: میرے بچوں کو میرے پاس لاؤ، پھر انہیں سُونگھتے اور اپنے ساتھ لپٹا لیتے۔[7]

سبحان اللہ! کیسا خوبصورت اور دلنشین انداز ہے! حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: حضور انہیں کیوں نہ سونگھتے وہ دونوں تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پھول تھے، پھول سونگھے ہی جاتے ہیں، انہیں کلیجے سے لگانا لپٹانا انتہائی محبت و پیار کے لئے تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو سونگھنا، ان سے پیار کرنا، انہیں لپٹانا چمٹانا سنتِ رسول ہے۔[8]

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں اپنا پھول قرار دیا۔ چنانچہ ترمذی شریف کی حدیثِ پاک ہے: حضور نے فرمایا: حسن و حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔[9] اعلیٰ حضرت

نے یہاں محبتِ حسنین کریمین سے لبریز یہ خوبصورت اشعار تحریر فرمائے ہیں:

ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں | کیجیے رضا کو حشر میں خنداں مثالِ گُل
کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی | زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

بنتِ محمد یسین
(درجہ: دورۃ الحدیث، جامعۃ المدینہ گرلز گلشن عطار، اسلام آباد)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو انسانیت کے لئے ایک بہترین مثال ہے۔ آپ نے ہر رشتے کو بہترین طریقے سے نبھایا اور اپنی محبت و شفقت سے ہر تعلق کو مضبوط بنایا۔ آپ کی اپنے نواسوں امام حسن و حسین سے محبت بے مثال تھی۔

حضور کی امام حسن و حسین سے محبت پر مشتمل روایات

(1) ایک بار امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما دوڑتے ہوئے حضور کے پاس آئے تو حضور نے ان دونوں کو اپنے سینے سے لگا لیا اور فرمایا: اولاد بخیل اور بزدل بنا دینے والی ہے۔[10] مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اولاد کو مَجْبَنَ مَبْخَل فرمانا ان کی برائی کے لئے نہیں بلکہ انتہائی محبت کے اظہار کے لئے ہے یعنی اولاد کی انتہائی محبت انسان کو بخیل و بزدل بن جانے پر مجبور کر دیتی ہے۔[11] جبکہ ایک مرتبہ خطبہ کے دوران امام حسن و حسین تشریف لائے، انہوں نے سرخ رنگ کی قمیض پہنی ہوئی تھیں، کم عمری کی وجہ سے گرتے پڑتے چلے آرہے تھے، حضور نے جب انہیں دیکھا تو منبر سے نیچے تشریف لے آئے، دونوں کو اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھالیا، پھر فرمایا: اللہ پاک کا یہ ارشاد سچ ہے: اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌؕ (پ28، التغابن: 15) ترجمہ: تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک آزمائش ہی ہیں۔ میں نے ان بچوں کو دیکھا کہ گرتے پڑتے آر ہے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات کاٹ کر انہیں اٹھالیا۔[12]

(2) حضرت براء رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ امام حسن حضور کے کندھے پر تھے اور حضور فرما رہے تھے: الٰہی! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔[13] یعنی جس درجہ کی محبت ان سے میں کرتا ہوں تو بھی اسی درجہ کی محبت کر یعنی بہت زیادہ ورنہ امام حسن پہلے ہی اللہ کے محبوب تھے۔[14]

(3) حضور نے فرمایا: حسن اور حسین یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔[15] جیسے باغ والے کو سارے باغ میں پھول پیارا ہوتا ہے ایسے ہی دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں میں مجھے حضرات حسنین کریمین پیارے ہیں۔[16]

ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجیے رضا کو حشر میں خنداں مثالِ گُل

(4) عام طور پر عقیقہ والدین کرتے ہیں لیکن امام حسن و حسین کی ولادتِ باسعادت پر والدین نے نہیں بلکہ حضور نے امام حسن و حسین کی پیدائش کے ساتویں دن ان کی طرف سے دو دو بکریاں عقیقہ میں ذبح فرمائیں۔[17] اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور کو اپنے نواسوں سے کیسی محبت تھی!

(5) حضور امام حسن و حسین کو سونگھتے اور سینہ مبارک سے لپٹاتے۔[18]

(6) حدیثِ پاک میں ارشاد فرمایا: جس نے حسن و حسین سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔[19]

کس زباں سے ہو بیان عز و شانِ اہلِ بیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوانِ اہلِ بیت

---

(1) مصنف عبد الرزاق، 4/254، حدیث: 2177 (2) مسند بزار، 2/315، حدیث: 743 (3) ترمذی، 5/427، حدیث: 3794 (4) ترمذی، 5/427، حدیث: 3794 (5) ابن ماجہ، 1/96، حدیث: 143 (6) تاریخ ابن عساکر، 14/162، رقم: 3492 (7) ترمذی، 5/428، حدیث: 3797 (8) مراۃ المناجیح، 8/478 (9) بخاری، 2/547، حدیث: 3753 (10) مسند امام احمد، 29/104، حدیث: 17562 (11) مراۃ المناجیح، 6/367 (12) ترمذی، 5/429، حدیث: 3799 (13) بخاری، 2/547، حدیث: 3749 (14) مراۃ المناجیح، 8/459 (15) بخاری، 2/547، حدیث: 3753 (16) مراۃ المناجیح، 8/457 (17) مصنف عبد الرزاق، 4/254، حدیث: 2177 (18) ترمذی، 5/428، حدیث: 3797 (19) ابن ماجہ، 1/96، حدیث: 143

حضرت عائشہ کے اعلیٰ اوصاف

(آٹھویں اور آخری قسط)

گزشتہ سے پیوستہ اُمُّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اعلیٰ اوصاف کا ذکرِ خیر جاری ہے۔ اسی سلسلے کی 8ویں اور آخری قسط پیشِ خدمت ہے:

سیدہ عائشہ اور شوہر کی خدمت

اُمُّ المومنین وہ عظیم خاتون ہیں کہ جنہوں نے اپنی ہر ہر ادا سے اپنے شوہرِ نامدار کو زندگی کے ہر موڑ پر اپنائیت کا احساس دلایا، شوہر کی اطاعت و فرمان برداری کو اپنا شعار بنایا اور دینی و دنیاوی معاملات میں بے مثال بیوی کے طور پر خود کو پیش کیا۔ ہجرت کا موقع ہو یا جنگی تیاریاں، مہمانوں کی خدمت ہو یا حضور کے شب و روز کے دیگر معاملات کی دیکھ بھال، آپ نے اپنے شوہر نامدار، نبیوں کے تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خوشنودی و رضا حاصل کرنے کا کوئی موقع بھی ضائع نہ کیا۔ چنانچہ آپ کی زندگی سے بطورِ زوجہ شوہر کی خدمت کی چند جھلکیاں پیشِ خدمت ہیں:

زادِ سفر کی تیاری حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جب ہجرت کی تو اس وقت سیدہ عائشہ کا نکاح اگرچہ حضور سے ہو چکا تھا مگر ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی تھی، چنانچہ بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق اس موقع پر سیدہ عائشہ نے اپنے والد اور شوہر دونوں کے زادِ سفر تیار کرنے کی سعادت حاصل کی اور ان سے جو ہو سکا شوق و وارفتگی میں فوری تیار کر کے چمڑے کی ایک تھیلی میں رکھ دیا۔[1] پھر رخصتی کے بعد مدینہ شریف میں بھی سیدہ عائشہ کا یہ معمول رہا کہ حضور جب کسی سفر پر روانہ ہونے لگتے تو یہ زادِ سفر کے علاوہ حضور کی دیگر ضروریات کا بھی خاص خیال رکھا کرتیں، مثلاً ایک بار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور دیکھا کہ وہ جنگی ہتھیاروں کو نکال رہی ہیں تو آپ نے پوچھا: کیا حضور نے حکم دیا ہے؟ عرض کی: جی ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا: کیا تمہیں کچھ معلوم ہے کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ تو عرض کی: اللہ پاک کی قسم! مجھے معلوم نہیں۔[2] یعنی سیدہ عائشہ کو واقعی معلوم نہ تھا کہ حضور کہاں کا ارادہ فرما رہے ہیں، لہٰذا آپ نے قسم اٹھا کر اپنے والد سے عرض کی کہ مجھے معلوم نہیں، لیکن اگر معلوم بھی ہوتا تو آپ کبھی حضور کے راز سے آگاہ نہ فرماتیں، کیونکہ آپ کی ذات میں ایک خوبصورت خوبی یہ بھی تھی کہ آپ کا سینہ رازوں کا دفینہ تھا اور آپ اپنے شوہر یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے رازوں کی امین تھیں۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ آپ حضور کی فتحِ مکہ کے لیے روانگی کی غرض سے زادِ سفر تیار کر رہی تھیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور سیدہ عائشہ کو دیکھ کر پوچھا: اے بیٹی! تم یہ کھانے کا سامان کیوں تیار کر رہی ہو؟ حضور نے سیدہ عائشہ کو چونکہ کسی کو کچھ بھی بتانے سے منع فرمایا تھا، لہٰذا آپ نے کوئی خاص جواب نہ دیا تو صدیق اکبر نے پھر پوچھا: کیا حضور غزوے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اس پر بھی سیدہ عائشہ نے خاموشی میں ہی عافیت جانی اور ہاں میں جواب دیا نہ نا میں، آپ کے والد گرامی نے یوں بار بار پوچھنے پر بھی جب اپنی بیٹی کی مسلسل خاموشی دیکھی تو سمجھ گئے کہ یہ میری ہی بیٹی ہے جو اللہ پاک کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا راز کبھی ظاہر نہ کرے گی۔ لہٰذا وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور حضور نے خود انہیں سب کچھ بتایا۔[3]

رازدانِ مصطفےٰ، محبوبہ محبوبِ خدا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس پاکیزہ اور لائقِ تقلید عمل کو سامنے رکھتے ہوئے ہر عورت کو جائزہ لینا چاہیے کہ شوہر کے راز ظاہر یا پوشیدہ رکھنے کے تعلق سے اس کا کردار کیسا ہے۔ کیونکہ بعض نادان خواتین ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن کے پیٹ میں کوئی بات رکتی ہی نہیں، یوں کہ جب وہ میکے جاتی ہیں یا اپنی سہیلیوں، رشتہ داروں یا پڑوسنوں وغیرہ سے ملتی ہیں تو ان کے سامنے اپنے شوہر کے کئی ایسے راز مثلاً آمدنی، خرچ، جائیداد، مالی معاملات، حال یا مستقبل کی پلاننگ، پچھلی زندگی کے پوشیدہ معاملات وغیرہ ظاہر کر دیتی ہیں کہ جن کا ظاہر ہونا اس کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے، حالانکہ شوہر تو اپنی بیوی پر اندھا اعتماد کر کے اسے ان چیزوں کے متعلق بتاتا ہے مگر وہ نادان اپنے شوہر کے راز ظاہر کر کے نہ صرف خیانت کرتی ہے بلکہ شوہر کی نظر میں اپنا مقام بھی کھو دیتی اور اس کے اعتماد کو شدید ٹھیس پہنچاتی ہے۔ جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خیانت صرف مال کی ہی نہیں ہوتی بلکہ مال، راز اور عصمت وغیرہ سب میں ہوتی ہے بلکہ مال میں خیانت سے بدر جہا بدتر (یعنی کہیں زیادہ بری) راز داری میں خیانت ہے۔[4] لہٰذا خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے رازوں کی حفاظت کرنا سیکھیں اور کسی پر بھی ظاہر نہ کریں۔

نیز سیدہ عائشہ کی سیرت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ بطورِ زوجہ گھر کے کام کاج کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتیں، بلکہ حضور کی ضروریات کا خوب خیال رکھتیں، مثلاً آپ اچھی طرح جانتی تھیں کہ حضور کو نبیذ یعنی کھجور کا شربت پسند ہے، چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ آپ حضور کے لیے ایک مشکیزے میں تازہ نبیذ بنایا کرتیں، صبح بناتیں تو حضور شام کو پیتے اور شام کو بناتیں تو حضور صبح کو پیتے۔[5] نیز حضور کے لئے ہی نہیں بلکہ آپ کے ہاں اچانک آنے والے مہمانوں کے لئے بھی کھانے کا اہتمام کرتیں اور کبھی آپ کے ماتھے پر شکن نہ آئی۔ جیسا کہ حضرت یعیش بن طِخْفَہ بن قیس غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن چند اصحابِ صفہ کے ساتھ حضور گھر تشریف لائے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ! ہم کو کچھ کھلاؤ۔ وہ چونی (یعنی دال کے برادہ) کا پکا ہوا کھانا لائیں۔ وہ کھا لیا گیا تو حضور نے مزید کچھ لانے کا فرمایا۔ چنانچہ آپ قطاۃ (چھوٹے سے پرندے) کی مثل حِیْسَہ (کھجور، پنیر یا ستو اور گھی سے تیار کیا ہوا کھانا) لے کر آئیں، وہ بھی کھا لیا گیا تو حضور نے مزید کچھ کھانے کو لانے کا فرمایا تو آپ نے ایک بڑے پیالے میں دودھ حاضر کیا، وہ بھی ختم ہو گیا تو مزید حضور کے فرمان پر آپ ایک اور چھوٹا سا پیالہ لے کر آئیں۔[6] یعنی حضور کے فرمان پر گھر میں جو کچھ بھی تھا سب مہمانوں کے سامنے پیش کرتی گئیں اور اس معاملے میں ذرہ بھر دیر فرمائی نہ برا مانا۔ مگر افسوس! فی زمانہ بعض خواتین گھر کے کام کاج وغیرہ کو ہی معیوب جانتی ہیں، چہ جائیکہ گھر پر آنے والے مہمانوں کی انہیں مہمان نوازی کرنا پڑ جائے تو یہ راگ الاپتی دکھائی دیتی ہیں کہ شریعت نے جب ہم پر شوہر کا کھانا پکانا لازم نہیں کیا تو مہمانوں کا کیوں بنائیں۔ چنانچہ ان کو بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ اگر شریعت نے آپ پر یہ لازم نہیں کیا تو مرد پر بھی کئی ایسی باتیں لازم نہیں جن کا آپ ان سے مطالبہ کرتی ہیں مثلاً آپ بیمار ہو جائیں تو علاج معالجہ وغیرہ مرد کی ذمہ داری نہیں اور اگر آپ واقعی شریعت کی اتنی ہی پابندی کرتی ہیں تو مرد کو شریعت نے چار شادیوں کی اجازت دی ہے تو بتایئے پھر آپ کب اپنے شوہر کو خوشی سے چار شادیوں کی اجازت دے رہی ہیں!!!!!

یاد رکھئے! ہر کام ضروری نہیں کہ شریعت کی طرف سے ہی ہم پر لازم کیا گیا ہو تو ہم کریں گی حالانکہ کچھ چیزیں اخلاقی ذمہ داریوں کے تحت بھی آتی ہیں۔ بلکہ عورت کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ اگر شوہر غریب ہو اور گھریلو کام کاج کے لئے خادمہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اپنے گھر کا گھریلو کام کاج

خود کر لیا کرے، اس میں ہر گز ہر گز نہ عورت کی کوئی ذلت ہے نہ شرم۔ بلاشبہ حضور کی تمام مقدس بیویوں رضی اللہ عنہن اور لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ دیگر کئی صحابیات کے متعلق مروی ہے کہ وہ اپنے گھر کا کام کاج خود کیا کرتی تھیں۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے کپڑے بھی دھویا کرتی تھیں، مثلاً ایک بار حضور صبح کی نماز پڑھا کر تشریف فرما ہوئے تو کسی شخص نے توجہ دلائی کہ چادر پر کچھ داغ ہے تو حضور نے وہ کپڑا غلام کے ہاتھ سیدہ عائشہ کے پاس بھیج دیا اور فرمایا کہ اسے دھو کر اور خشک کر کے بھیج دیں۔ چنانچہ سیدہ عائشہ نے فوراً اس چادر کو دھویا، پھر خشک کر کے حضور کی طرف بھیج دیا اور جب حضور واپس گھر تشریف لائے تو وہی چادر آپ اوپر لئے ہوئے تھے۔[7]

اچھا یہ تو وہ کام تھے جو عام طور پر عورتیں ہی کرتی ہیں، مگر سیدہ عائشہ کے متعلق یہاں تک مروی ہے کہ آپ حضور کے وہ کام بھی شوق سے کرتیں جو عام طور پر مردوں کے کرنے والے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ایک مرتبہ قربانی کے موقع پر حضور کی بھرپور مدد فرمائی اور حضور جو کچھ فرماتے جاتے یہ بھاگ کر اس پر عمل کرتی جاتیں۔[8] چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت سے ان خواتین کو درس حاصل کرنا چاہیے جو اپنے شوہر کے وہ کام جن میں وہ ان کے ساتھ تعاون کر سکتی ہیں لیکن نہیں کرتیں اور یہ کہتی ہیں کہ اپنا کام خود کرنا سنت ہے یا پھر کوئی اور بہانا بنا کر کام سے جان چراتی ہیں، پھر شکوہ بھی کرتی ہیں کہ میرے شوہر کسی کام میں میری مدد نہیں کرتے۔ ایسی خواتین کو چاہیے کہ وہ اُمُّ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کو بغور پڑھیں اور اس کے مطابق عمل بھی کریں ان شاء اللہ خوب خوب برکتیں ملیں گی۔

سیدہ عائشہ محبوبۂ محبوبِ خدا تھیں تو یقیناً اس کی وجوہات بھی ہوں گی اور اس مقام کو پانے میں آپ کا اپنا کردار بھی ہوگا، لہٰذا جب اس حوالے سے سیدہ عائشہ کے بطورِ زوجہ معمولات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضور کی زیب و زینت اور پسند و ناپسند کا خوب خیال رکھا کرتیں، مثلاً حضور کو خوشبو پسند تھی۔[9] لہٰذا حضور کی اس پسند کا بطور خاص اہتمام کرتیں اور حضور کو خوش کرنے کے لئے سب سے عمدہ خوشبو حضور کو لگایا کرتیں۔[10] مسلم شریف کی روایت کے مطابق حضور جب اعتکاف کرتے تو مسجِد میں رہتے ہوئے اپنا سر اپنے حجرے کی طرف جھکا دیتے اور سیدہ عائشہ کنگھی کر دیتیں۔[11] یوں ہی ابو داود شریف کی روایت کے مطابق جب آپ حضور کے سر میں مانگ نکالنے کا ارادہ کرتیں تو حضور کی مانگ (درمیان) سر سے چیرتیں اور پیشانی کے بال دو آنکھوں کے درمیان چھوڑ دیتیں۔[12] مطلب یہ ہے کہ حضور کے بال شریف کے دو حصے کرتیں، ایک حصّہ داہنی جانب دوسرا حصہ بائیں جانب اور پیشانی کے اوپر سے یہ مانگ شروع کرتیں اور سر مبارک سے اسے گزارتیں، پوری مانگ بیچ سر میں ہوتی تھی۔[13]

الغرض ام المومنین سیدہ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا بلا شبہ ایک بہترین بیوی تھیں، اپنے شوہر کی پسند و ناپسند کا خوب خیال رکھتیں اور اپنے شوہر کا ہر کام خوشی سے کرتیں، یہی وجہ ہے کہ آپ اللہ پاک کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بھی محبوب تھیں۔ چنانچہ اگر آپ بھی اپنے شوہر کی محبوب بننا چاہتی ہیں تو یہ محض حسن و جمال کے جلووں سے نہیں بلکہ سیدہ عائشہ کی سیرت پر عمل کر کے ہی ممکن ہو گا۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) بخاری، 2/593، حدیث: 3905 (2) مواہب لدنیہ، 1/308 ملخصاً (3) البدایۃ و النہایۃ، 3/475، 476 (4) مراۃ المناجیح، 5/61 (5) مسلم، ص856، حدیث: 5232 (6) ابو داود، 4/402، حدیث: 5040 (7) ابو داود، 1/172، حدیث: 388 ملخصاً (8) مسلم، ص837، حدیث: 5091 (9) مراۃ المناجیح، 6/174 (10) بخاری، 4/81، حدیث: 5923 (11) مسلم، ص138، حدیث: 685 (12) ابو داود، 4/111، حدیث: 4189 (13) مراۃ المناجیح، 6/162

اجڑی کوکھ

اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ ملیر کراچی

شہزادیِ رسول حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب ہجرت کے لئے مدینہ منورہ روانہ ہونے لگیں اور قریشِ مکہ کو ان کی روانگی کا علم ہوا تو انہوں نے پیچھا کیا یہاں تک کہ مقامِ ذِی طُویٰ میں انہیں پالیا۔ پھر ایک شخص کے نیزہ لگنے کی وجہ سے آپ اونٹ سے گر گئیں اور آپ کا حمل ضائع ہو گیا۔[1]

حمل ضائع ہو جانا ایک ماں کے لئے واقعی بہت تکلیف دہ ہوتا ہے، مگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے راہِ خدا میں حمل ضائع ہونے جیسی پریشانی پر صبر سے کام لیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا: یہ میری بیٹیوں میں اس اعتبار سے فضیلت والی بیٹی ہے کہ میری طرف ہجرت کرنے میں اتنی بڑی تکلیف اٹھائی۔[2] یہی نہیں بلکہ ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے کرم فرماتے ہوئے اس پریشانی پر صبر کرنے والی ہر ماں کو جنت کی خوشخبری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: جس عورت کا کچّا بچّہ (ماں کے پیٹ سے نامکمل گر جانے والا) فوت ہو جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو وہ بچہ اپنی ماں کو اپنی نال (یعنی وہ آنت جو رحمِ مادر میں بچے کے پیٹ سے جڑی ہوتی ہے اور جسے پیدائش پر کاٹ کر جدا کر دیتے ہیں) کے ذریعے کھینچتا ہوا جنت میں لے جائے گا۔[3]

لہٰذا جس خاتون کا حمل گر جائے اسے اس فرمانِ رسول کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہمت و حوصلے اور صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ نیز اگر آپ کو کسی کا حمل ضائع ہونے کے بارے میں پتہ چلے تو اس کو بے احتیاطی کے طعنے دینے اور اس کے رنج و غم میں مزید اضافہ کرنے کے بجائے صبر کی تلقین کیجئے اور حدیثِ مبارک میں موجود خوش خبری سنائیے۔

اگر ایک بار کسی خاتون کا حمل ضائع ہو چکا ہو تو اسے دوبارہ حاملہ ہونے پر یہی خوف رہتا ہے کہ کہیں یہ بھی ضائع نہ ہو جائے۔ اس خاتون کو چاہیے کہ وہ دیگر احتیاطی تدابیر کے ساتھ ساتھ یہ وظائف بھی پڑھے (پہلی بار حاملہ ہونے والی خواتین بھی یہ وظائف پڑھ سکتی ہیں):

- حمل ٹھہرنے کے بعد یَاحَیُّ یَاحَافِظُ یَامُصَوِّرُ 1100 بار روزانہ 40 دن تک پڑھے، روزانہ ایک ہی وقت اور ایک ہی مقام پر پڑھے تو زیادہ بہتر ہے۔ اللہ پاک کی رحمت سے حمل کی حفاظت ہو گی۔[4]
- لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ 55 بار لکھ کر تعویذ بنا کر حاملہ کو پہنا دیجئے، اللہ پاک کی رحمت سے حمل کی بھی حفاظت ہو گی اور بچہ یا بچی بھی آفات و بلیّات سے محفوظ رہیں گے۔[5]
- یَااَللّٰہُ 1001 بار لکھ کر تعویذ بنا کر شروعِ حمل میں 40 روز تک حاملہ کے باندھ دیجئے، پھر کھول کر نویں مہینے دوبارہ پہنا دیجئے، ان شاء اللہ حمل محفوظ رہے گا اور تندرست بچہ یا بچی پیدا ہو گا، اب کھول کر بچی یا بچہ کو پہنا دیجئے۔[6]
- یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ 111 بار بال پوائنٹ سے کاغذ پر لکھ کر حمل ٹھہرنے کے بعد عورت اپنے پیٹ پر باندھ لے اور بچے کی ولادت تک باندھے رہے، ان شاء اللہ صحت مند بچہ پیدا ہو گا۔ (حاملہ نہ لکھ سکے تو کوئی بھی لکھ کر دے سکتا ہے)[7]

اللہ پاک بے اولادوں کو نیک و صالح اولاد با عافیت عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

---

(1) سیرۃ نبویۃ لابن ہشام، ص 271 ملخصاً (2) دلائل النبوۃ للبیہقی، 3/156 (3) مسند امام احمد، 36/410، حدیث: 22090 (4) زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی، ص 27 (5) زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی، ص 28 (6) زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی، ص 28 (7) زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی، ص 28

شرحِ سلامِ رضا

بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان) گوجرہ منڈی بہاؤالدین

161

سیّد آلِ محمد امامُ الرشید
گُلِ رَوضِ ریاضت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **آلِ محمد:** سید برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے شہزادے۔ **امام الرشید:** ہدایت کے امام۔ **گل:** پھول۔ **روضِ ریاضت:** عبادت کی کیاری۔

مفہوم شعر: سید آلِ محمد پہ لاکھوں سلام جو کہ ہدایت کے پیشوا اور زہد و تقویٰ کے روحانی باغ کے مہکتے پھول ہیں۔

شرح: بروز بدھ 18 رمضان المبارک 1111ھ کو بلگرام میں حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سید شاہ آلِ محمد پیدا ہوئے جن کی کنیت ابو البرکات اور لقب برہان الموحدین ہے۔ آپ نے اپنے والد کی آغوشِ رحمت میں تعلیم و تربیت پائی، انہی سے شرفِ بیعت اور خرقۂ خلافت و اجازت بھی حاصل ہے، ان کے علاوہ سید العارفین میر شاہ لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ کا شمار بھی اعلیٰ حضرت کے مشائخ عظام میں ہوتا ہے، یہ اعلیٰ حضرت کی آپ سے بے پناہ محبت و عقیدت کا ثبوت ہے کہ اعلیٰ حضرت نے آپ کو امام الرشید اور ریاضت و نجابت کے باغ کا مہکتا ہوا پھول قرار دیا۔

162

حضرتِ حمزہ شیرِ خدا و رسول
زینتِ قادریت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **زینت:** سجاوٹ، آرائش۔

مفہوم شعر: سید حمزہ مارہروی اللہ و رسول کے شیر اور قادری سلسلہ کی زینت پر لاکھوں سلام۔

شرح: اسد العارفین، قطب الکاملین، زبدۃ الواصلین، سند الصالحین حضرت الشاہ سید حمزہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سید آلِ محمد کے بڑے صاحبزادے اور سجادہ نشین ہیں، آپ کی ولادت 14 ربیع الثانی 1131ھ مطابق مارچ 1719ء کو مارہرہ شریف میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے تمام علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی، انہی سے بیعت ہوئے اور منازلِ سلوک طے کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ نہایت ذہن و فطین تھے، گیارہ سال کی عمر میں تمام علوم و فنون میں مہارت حاصل کر چکے تھے، آپ نے اپنے دادا شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی خوب فیض اٹھایا اور ان کی صحبت سے بھی فیضیاب ہوئے، آپ کے دادا جان نے چار سال کی عمر میں ہی آپ کے سر پر اپنی کلاہ مبارک رکھ دی تھی۔(1)

آپ علم و فضل میں یکتا، مایہ ناز مصنف، عدیم النظیر عارف اور اولیائے اکابرین میں سے تھے، آپ صاحبِ کرامت و تصرف بھی تھے، نہایت منکسر المزاج اور با اخلاق تھے، زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ دس سال کی عمر سے جو نماز تہجد شروع فرمائی تو وصال تک کبھی قضا نہ ہوئی۔(2) آپ کو کتب بینی میں بہت دلچسپی تھی، آپ کے پاس مختلف علوم و فنون کی تقریباً 16 ہزار کے قریب کتابیں جمع تھی، آپ نے کئی کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کا ادبی ذوق بھی بہت عمدہ تھا اور فنِ شاعری میں اس قدر مہارت تھی کہ برمحل اشعار کہا کرتے تھے، شعر و شاعری میں اپنا تخلص "عینی" رکھتے تھے، اردو اور فارسی میں آپ کے اکثر اشعار ملتے ہیں، حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی

شان میں بہت خوبصورت مشہورِ زمانہ منقبت جو کہ فارسی میں ہے

غوثِ اعظم بمن بے سر و ساماں مددے

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

یہ بھی آپ ہی کی تحریر کردہ ہے۔

آپ کی پانچ اولادیں ہوئیں: شاہ آلِ احمد (اچھے میاں)، شاہ برکات (ستھرے میاں)، شاہ آلِ حسینن (سچے میاں)، سید علی (یہ بچپن میں ہی فوت ہوگئے تھے) اور ایک صاحبزادی۔

آپ کا وصال 14 محرم الحرام 1198ھ مطابق 10 دسمبر 1783ء بروز بدھ بعد نمازِ مغرب مارہرہ شریف میں ہی ہوا۔

حضرت سید شاہ حمزہ قادری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے 35ویں امام اور شیخ طریقت ہیں۔

163

نام و کام و تن و جان و حال و مقال

سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **مقال:** گفتگو، بات چیت۔

مفہوم شعر: نام وکام، جسم وروح اور حال ومقال ہر لحاظ سے اچھے یعنی سید آلِ احمد عرف اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ کی صورت پر لاکھوں سلام۔

شرح: آپ کا اسم گرامی سید آلِ احمد، کنیت ابو الفضل اور القاب اچھے میاں، قدوۃ الکاملین اور قطب العارفین وغیرہ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت 28 رمضان المبارک 1160ھ مطابق اکتوبر 1747ء کو مارہرہ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے پردادا حضرت شاہ برکت اللہ نے یہ بشارت دی تھی کہ مجھے بفضلِ الٰہی چار واسطوں کے بعد ایک لڑکا عنایت ہوگا جس سے رونقِ خاندان دوبالا ہوگی، پھر حضور نے اپنا ایک خرقہ عنایت فرمایا کہ یہ اس صاحبزادے کے لیے ہے، آپ کے دادا حضرت شاہ آلِ محمد نے آپ کو رسم بسم اللہ کے وقت گود میں بٹھا کر ارشاد فرمایا: یہ وہی شہزادہ ہے جس کی بشارت میرے والد ماجد نے دی تھی۔[3]

حضرت آلِ احمد اچھے میاں سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے 36 ویں امام، شیخ طریقت اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دادا پیر و مرشد ہیں۔ جس طرح حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مظہرِ ذاتِ پاک مصطفےٰ تھے۔ اسی طرح حضور آلِ احمد اچھے میاں مظہرِ غوثِ اعظم تھے، آپ نے علوم ظاہری و باطنی و منازلِ سلوک کی تکمیل اپنے والد ماجد سے فرمائی اور آپ کے روحانی معلم حضور جناب غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ بڑے باکمال عارف باللہ تھے، کرامات و تصرفات میں کوئی آپ کا کوئی ثانی نہ تھا،[4] ایک اندازے کے مطابق آپ کے مریدین کی تعداد تقریباً دولاکھ کو پہنچتی ہے۔[5]

آپ کی علمی وجاہت کا یہ عالم تھا کہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بعض مسائل میں تشفی کے لیے لوگوں کو آپ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے، جیسا کہ ایک شخص نے بغداد میں آستانہ عالیہ غوثیہ کے نقیب الاشراف سے مسئلہ وحدۃ الوجود کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے شاہ عبد العزیز دہلوی کی خدمت میں جانے کو فرمایا، جب اس شخص نے حاضر ہو کر مدعا عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ مارہرہ میں حضرت اچھے میاں کی خدمت میں جائیں وہ آپ کی تشفی فرمائیں گے۔[6]

آپ کا وصال بروز جمعرات 17 ربیع الاول 1235ھ بمطابق 30 دسمبر 1819ء بوقتِ چاشت 75 سال کی عمر میں ہوا۔

164

نورِ جان عطرِ مجموعہ آلِ رسول

میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **نورِ جاں:** جان کا نور۔

مفہوم شعر: میری جان وروح کا نور اور ان گنت خوبیوں کا خلاصہ و مجموعہ، میرے آقائے نعمت یعنی حضرت آلِ رسول رحمۃ اللہ علیہ پر لاکھوں سلام۔

شرح: سید شاہ آل برکات معروف ستھرے میاں کے صاحبزادے خاتم الاکابر، سید آلِ رسول کی ولادت باسعادت 1209ھ میں مارہرہ میں ہوئی۔ آپ نے اپنے دور میں جن جید علمائے کرام سے تعلیم حاصل کی ان میں سے ایک شخصیت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ آپ کو اپنے بڑے چچا حضرت اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ والد ماجد نے بھی اجازت مرحمت فرمائی تھی مگر مرید اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں فرماتے تھے۔

حضرت آلِ رسول مارہروی سلسلہ عالیہ قادریہ کے 37ویں امام اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد ہیں، آپ کا شمار 13ویں صدی ہجری کے اکابر اولیائے کرام میں ہوتا ہے، آپ کے تعارف میں بس یہی کہنا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ان کے دستِ اقدس پر بیعت کی اور انہیں آقائے نعمت قرار دیا۔ آپ کا وصال 18 ذوالحجۃ الحرام 1296ھ بمطابق دسمبر 1879ء کو ہوا۔ وقتِ رحلت لوگوں نے درخواست کی کہ حضور! کچھ وصیت فرما دیجئے۔ بہت اصرار پر فرمایا: مجبور کرتے ہو تو لکھ لو ہمارا وصیت نامہ: اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (پ5، النسآء:59) یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو! بس یہی کافی ہے اور اسی میں دین و دنیا کی فلاح ہے۔ آپ کا مزار شریف مارہرہ شریف میں مرجع خلائق ہے۔

165

زیب سجادہ سجّاد نوری نہاد

احمدِ نور طینت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **زیب:** زینت۔ **سجادہ:** بزرگوں کی مسند۔ **سجّاد:** بہت زیادہ سجدہ کرنے والے۔ **نوری نہاد:** نوری پیدائش والے۔ **نور طینت:** نورانی عادت و خصلت۔

مفہوم شعر: حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سجادہ نشینوں اور عبادت گزاروں کی زینت اور نورانی خلقت و جبلت والے ہیں، آپ پر لاکھوں سلام۔

شرح: سراج السالکین نور العارفین سید شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ شاہ ظہور حسن کے بیٹے اور حضرت شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت 19 شوال المکرم 1255ھ بمطابق 26 دسمبر 1839ء بروز جمعرات مارہرہ شریف میں ہوئی۔ ابھی آپ کی عمر مبارک اڑھائی برس تھی کہ آپ کے والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا آپ کے دادا جان حضرت آل رسول کی آغوش میں آپ کی تعلیم و تربیت ہوئی، 12 ربیع الاوّل 1267ھ میں دادا بزرگوار سے 12 سال کی عمر میں بیعت ہوئے اور اجازتِ مطلقہ سے مشرف کیے گئے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے خاص عقیدت و محبت تھی اور آپ نے کئی علوم خصوصاً علم جفر میں انہی سے استفادہ کیا، اعلیٰ حضرت نے اپنے کلام میں جا بجا ان کا تذکرہ بھی فرمایا ہے، جیسا کہ قصیدہ نور کے آخر میں اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے

ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

یہ بھی منقول ہے کہ آپ ہی کی بارگاہ میں ریاستِ نان پارہ کے نواب نے عرض کی تھی کہ احمد رضا سے فرمائیں کہ میرے لیے کوئی ایک قطعہ لکھ دیں، چونکہ یہ آپ کا مرید تھا، آپ نے اس سے فرمایا کہ اچھا جب مولانا خوش طبعی کے موڈ میں ہوں گے میں کہہ دوں گا، چنانچہ جب اعلیٰ حضرت کو حکم ہوا تو آپ نے قلم اٹھایا اور لکھا:

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا

میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

11 رجب 1324ھ میں یہ آفتابِ طریقت غروب ہو گیا۔ آپ کا مزار مارہرہ مطہرہ میں منبع فیوض و برکات ہے۔

❶ تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ، ص351 ❷ تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ، ص352
❸ تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ، ص358 ❹ تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ، ص358
❺ تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ، ص364 ❻ تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ، ص360

مدنی مذاکرہ

عید الفطر خوشی کا دن ہے

سوال: عید الفطر کیوں منائی جاتی ہے؟

جواب: جو لوگ رمضان المبارک میں تراویح پڑھتے ہیں، مشقتیں برداشت کرتے ہیں تو انہیں مغفرت کے پروانے تقسیم کیے جاتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے اللہ پاک کی طرف سے ایک خوشی کا دن ہے، جس دن وہ خوشی مناتے ہیں۔ عید کی رات کو لیلۃ الجائزہ (انعام والی رات) بھی کہتے ہیں [1]۔[2]

”عید مبارِک“ اور ”عید مبارَک“ میں درست کیا ہے؟

سوال: ”عید مبارِک“ درست ہے یا ”عید مبارَک“؟

جواب: کئی لوگ اس لفظ کو راء کے زیر کے ساتھ یعنی مبارِک پڑھتے ہیں، حالانکہ یہ راء کے زبر کے ساتھ ہے یعنی مبارَک، قرآنِ کریم میں بھی لفظ ”مبارَک“ آیا ہے۔[3]

صحابہ کرام بھی عید کی مبارک باد دیتے تھے

سوال: کیا صحابہ کرام بھی ایک دوسرے کو عید کی مبارک باد دیتے تھے؟

جواب: جی ہاں! صحابہ کرام بھی ایک دوسرے کو عید کی مبارک باد دیا کرتے تھے اور دعا بھی دیتے تھے کہ تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ یعنی اللہ پاک ہمارے اور آپ کے اعمال قبول فرمائے۔[4] ہم میں سے بھی ہر ایک کو چاہئے کہ جب بھی کسی کو عید کی مبارک باد دیں تو ساتھ میں یہ دعا بھی دے دیں کہ عید کی مبارک باد دیتے ہوئے مذکورہ الفاظ کے ساتھ دعا دینا مستحب ہے[5]۔[6]

عید الفطر کی نماز سے پہلے میٹھی چیز کھانا سنّت ہے

سوال: عید الفطر کی نماز سے پہلے میٹھی چیز کھانا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: عید الفطر کی نماز سے پہلے میٹھی چیز طاق عدد میں کھانا سنت ہے۔[7] ہمارے معاشرے میں لوگ اس پر عمل بھی کرتے ہیں کہ عید الفطر کی نماز سے پہلے گھروں میں سوّیاں پکائی جاتی ہیں اور لوگ کھا کر نماز پڑھنے جاتے ہیں۔ نماز کے بعد شیر خورمہ اور پوریاں وغیرہ کھاتے ہیں۔ میری عام طور پر یہ عادت رہی ہے کہ عید الفطر کی نماز سے پہلے تھوڑی مقدار میں سوّیاں کھا لیتا ہوں، زیادہ نہیں کھاتا کہ یہ میدے کی بنی ہوئی ہوتی ہیں تو صحت کے لیے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہیں۔

خواتین پر عید کی نماز واجب نہیں

سوال: کیا عورت پر عید کی نماز پڑھنا واجب ہے؟

جواب: جی نہیں! عورت پر عید کی نماز پڑھنا واجب نہیں ہے[8]۔[9]

شش عید کے روزوں کی فضیلت

سوال: رمضان المبارک کے بعد شوّال المکرّم میں جو روزے رکھے جاتے ہیں ان کا ثواب ایک سال کے روزوں کے برابر ہے یا زندگی بھر کے روزوں کے برابر؟ نیز یہ روزے شوال میں ہی رکھنا ضروری ہیں یا بعد میں بھی رکھے جاسکتے ہیں؟

جواب: شوّال المکرّم کے روزوں کی فضیلت سے متعلق تین فرامینِ مصطفےٰ پیشِ خدمت ہیں: (1) جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔[10] (2) جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے عمر بھر کے روزے رکھے۔[11] (3) جس نے عید الفطر کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے کہ جو ایک نیکی لائے

اسے دس ملیں گی تو ماہ رمضان کے روزے دس ماہ کے برابر ہیں اور یہ چھ روزے دو ماہ کے برابر یوں پورے سال کے روزے ہو گئے۔[12] بہارِ شریعت کے حاشیے میں ہے: بہتر یہ ہے کہ یہ روزے متفرق یعنی جدا جدا رکھے جائیں جیسے ایک دن چھوڑ کر ایک دن رکھ لئے جائیں یا پورے مہینے میں جس طرح آسانی ہو رکھ لیے جائیں اور عید کے بعد لگاتار چھ دن تک رکھ لئے تب بھی حرج نہیں۔[13] بس عید کے دن یعنی شوال کی پہلی تاریخ کو روزہ نہیں رکھنا۔[14]

عیدی دینے کا انداز!

سوال: عیدی دینے کا کیا انداز ہونا چاہیے؟

جواب: عیدی دینے کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں ہے، البتہ! مسلمان کا دل خوش کرنے کی نیت سے عیدی دی جاسکتی ہے، نیز جس کو عیدی دی جارہی ہے وہ اگر رشتہ دار ہو تو صلہ رحمی (یعنی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک) کی نیت بھی کر لی جائے، یوں ہی جن بچوں کو عیدی دینے سے ان کے والدین خوش ہوتے ہوں تو عیدی دیتے ہوئے ان کے والدین کو خوش کرنے کی نیت بھی کی جاسکتی ہے۔ یاد رکھئے! یہ ضروری نہیں کہ ہر بچے کو عیدی دینے سے اس کے والدین خوش ہوں، لہٰذا موقع کا لحاظ رکھا جائے۔

کیا عیدی لفافے میں دینی چاہیے؟

سوال: عیدی لفافے میں دینا بہتر ہے یا بغیر لفافے کے؟

جواب: بچوں کو بغیر لفافے کے عیدی دینا بہتر ہے، کیونکہ نئے اور کڑک نوٹ دیکھ کر بچے زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ ہاں! علما اور مشائخ کو احتراماً لفافے میں پیسے دیئے جائیں تا کہ دوسروں پر ظاہر نہ ہو۔[15]

کیا میت کے گھر والے عید نہیں منا سکتے؟

سوال: گھر میں کسی کا انتقال ہو جائے اور عید قریب ہو تو کیا گھر والے نئے کپڑے پہن سکتے ہیں؟

جواب: میت کا سوگ تین دن تک ہے۔[16] اگر تین دن گزر چکے ہیں تو عید کی خوشی منائی جائے گی۔ یاد رہے! عید میں نئے کپڑے پہننا ضروری نہیں، ہاں! نئے یا دھلے ہوئے عمدہ کپڑے پہننا مستحب ہے،[17] کیونکہ عید کے دن خوشی ظاہر کرنا سنّت مستحبہ ہے۔[18] البتہ! بیوی کے لئے اس کے شوہر کا سوگ چار مہینے دس دن ہے،[19] لہٰذا اس دوران اگر عید آگئی تو یہ عمدہ کپڑے نہیں پہن سکتی، نہ زیور پہن سکتی ہے۔[20]

عید کے دِن پڑھنے کا وَظیفہ

سوال: عید کے دِن 300 مَرتبہ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کا وَظیفہ مسجد میں پڑھنا لازمی ہوتا ہے یا گھر میں بھی پڑھ سکتے ہیں؟ نیز کیا عورتیں بھی یہ وَظیفہ پڑھ سکتی ہیں؟

جواب: سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کا وَظیفہ مَرد اور عورت دونوں پڑھ سکتے ہیں، اس وظیفے میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ کہاں پڑھنا ہے، جہاں پڑھنے میں آسانی ہو وہاں پڑھ سکتے ہیں۔ اس وظیفے کی فضیلت یہ ہے: جو کوئی عید کے دن سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ 300 مرتبہ پڑھ کر تمام مسلمانوں کو ایصالِ ثواب کرے گا تو ان میں سے ہر ایک کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوں گے اور جب اس وظیفے کو پڑھنے والا انتقال کرے گا تو اُس کی قبر میں بھی ایک ہزار انوار داخل ہوں گے۔[21] عید کے دِن صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک مکمل دن عید کا دن ہے، اس میں کسی بھی وقت یہ وظیفہ پڑھ سکتے ہیں، عید کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔[22] [23]

---

(1) شعب الایمان، 3/336، حدیث: 3695 (2) ملفوظات امیر اہل سنت، 8/234 (3) ملفوظات امیر اہل سنت، 8/127 (4) شعب الایمان، 3/345، حدیث: 3720 (5) در مختار، 3/56 (6) ملفوظات امیر اہل سنت، 8/303 (7) فتاویٰ ہندیہ، 1/149 (8) فتاویٰ رضویہ، 27/615 (9) ملفوظات امیر اہل سنت، 8/276 (10) معجم اوسط، 6/234، حدیث: 8622 (11) مسلم، ص456، حدیث: 2758 (12) سنن کبریٰ للنسائی، 2/162، حدیث: 2860 (13) بہار شریعت، 1/1010، حصہ: 5 (14) ملفوظات امیر اہل سنت، 2/468 (15) ملفوظات امیر اہل سنت، 8/189 (16) بخاری، 1/433، حدیث: 1281 (17) فتاویٰ ہندیہ، 1/149 (18) فتاویٰ رضویہ، 22/328 (19) بخاری، 1/433، حدیث: 1281 (20) ملفوظات امیر اہل سنت، 8/196 (21) مکاشفۃ القلوب، ص308 (22) فتاویٰ ہندیہ، 1/201 (23) ملفوظات امیر اہل سنت، 8/299

فرمائشوں پر کنٹرول کیجئے

اُمِّ میلاد عطاریہ*

تمنائیں اور آرزوئیں ایک طور پر انسان کا سرمایہ بھی ہیں اور ساتھ ہی زندگی میں ایک گہرے دکھ اور حسرتوں کا سبب بھی۔ انسان انہیں پالتا ہے لیکن اکثر تمنائیں کبھی پوری نہیں بھی ہوتیں۔ اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے: اگر ابنِ آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں (یعنی دو پہاڑوں کے درمیان جو جگہ ہوتی ہے وہ) بھی ہوں تب بھی یہ تیسری کی خواہش کرے گا اور ابنِ آدم کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔(مسلم، ص404، حدیث:2415)

بسا اوقات کمانے والا فرد خود کو تھوڑے رزق پر راضی کرلیتا ہے لیکن اس کے دیگر فیملی ممبران اپنی غیر ضروری فرمائشوں کا اس پر ایسا بوجھ ڈالتے ہیں جس سے اس کی زندگی اَجیرن (مشکل) ہو کر رہ جاتی ہے۔ عورت کو چاہئے کہ ایسی بلاضرورت فرمائشیں نہ کرے کہ جس سے مرد کے لئے مشکلات کھڑی ہوں۔

اگر شوہر بیوی کی ذمہ داری ادا کر رہا ہے تو بیوی کو چاہئے کہ شوہر کا شکریہ ادا کرے۔ اسے چاہئے کہ بالخصوص تنگدستی کے دنوں میں اپنے شوہر کے لئے بہترین سپورٹر بن جائے، خوشحالی کے دنوں میں اِنْ شَآءَ اللہ الکریم وہ اپنے آپ کو رانی پائے گی، گھر کے اندر اگر تنگی ہے تو یہ پیسوں کی تنگی ہے رشتوں میں تنگی کیوں لارہے ہیں؟ رشتوں کو تنگ نہ ہونے دیں رشتوں میں وُسعت پیدا کریں اللہ پاک نے چاہا تو یہ مالی تنگی بھی اس کی برکت سے دور ہوجائے گی۔ شریعتِ مطہرہ کی تعلیمات تو یہ ہیں کہ نہ اتنا خرچ کردو کہ مانگتے پھرو اور نہ اتنا ہاتھ کھینچو کہ حقوق پورے ادا نہ ہوں۔ میانہ روی اختیار کرنی چاہئے، ہمارا دینِ اسلام میانہ روی، اعتدال اور بیلنس کو پسند کرتا ہے۔ اسی لئے ہمیں چاہئے کہ اپنی چیزوں میں بیلنس اختیار کریں اگر یہ بیلنس آؤٹ ہوگا تو یہ آپ کو نقصان دہ ثابت ہوگا۔

بعض اوقات ہم اپنی ضرورت سے آگے سہولت، سہولت سے آگے خواہش اور تمنا تک چلے جاتے ہیں۔ اس وقت معاشرے میں سوشل میڈیا کے ذریعے جو Influence ہے وہ ویسٹرن لائف اسٹائل کا ہے اور ویسٹرن لائف اسٹائل کو اگر ایک جملے میں بیان کیا جائے تو یوں کہا جائے گا کہ **"کھاؤ، پیو اور جیو!"** اس میں یہی ہے کہ بس کمائیں، کھائیں، گھومیں، پھریں، اڑائیں اور عیاشی کریں جبکہ مسلمانوں کا نظریۂ حیات ایسا نہیں ہے، ہم نے صرف کمانا، کھانا پینا، خواہشات میں اڑانا نہیں ہے بلکہ ہم نے اللہ پاک کی رضا اور اس کی خوشنودی کو بھی اس دنیا میں حاصل کرنا ہے، شریعت کے احکامات کو بھی پیشِ نظر رکھنا ہے، اپنے وقت اور مال کو علمِ دین کے حصول میں بھی صرف کرنا ہے، اپنی آمدن سے صدقہ وخیرات بھی کرنا ہے الغرض ہم نے اپنے امور کو بیلنس کے ساتھ لے کر چلنا ہے کہ جس کام میں اعتدال ومیانہ روی ہوتی ہے وہ کام سنور جاتا ہے اور جس کام میں اعتدال نہیں ہوتا وہ کام بگڑ جاتا ہے۔ اگر آدمی کے پاس خزانہ بھی ہو اور وہ بے دریغ اس کو لُٹاتا رہے تو خزانہ بھی ختم ہوجاتا ہے۔ اعتدال آدھی معیشت ہے آپ یہ چاہتی ہیں کہ فقر وفاقہ سے دور رہیں، اپنی مالی حالت اچھی رکھنا چاہتی ہیں تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ خرچ

کیسے کرنا ہے؟ جب آپ کو خرچ کرنا آگیا تو آپ کی زندگی اعتدال کا بہترین نمونہ ہو جائے گی۔ اور مالی پریشانی میں مبتلا نہیں ہوں گی۔ کمانا ہر ایک کو آہی جاتا ہے مگر خرچ کرنا کسی کسی کو آتا ہے۔ لوگ خرچ کرنا نہیں سیکھتے اور ہمارے ہاں یہ سکھانے کا رُجحان بھی نہیں ہے۔ جو لوگ اپنی ضرورت پوری کرنے پر اِکتفا کرتے ہیں اللہ پاک ان کی سہولتیں بھی پوری فرما دیتا ہے اور جو آدمی سہولتوں کے پیچھے، آسائشوں کے پیچھے، خواہشوں کو پورا کرنے کے پیچھے چلتا ہے ایک وقت آتا ہے کہ خواہش اور سہولت تو بہت دور، ضرورت بھی پوری نہیں ہوتی۔

ربّ فرماتا ہے: ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں، نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔ (پ19، الفرقان:67)

ابھی جو صورتحال ہے اس کی ایک تجزیاتی بات کی جائے تو یہ عرض ہے کہ کوشش کریں کہ سال دو سال خواہشات کو قابو میں رکھیں اس وقت مہنگائی کا جو سونامی آیا ہوا ہے، معاشی طور پر جو تنگی ہے، وہ آپ کے سامنے ہے، آمدنی کی کمی اپنی جگہ پر ہے، ایسے میں ہمیں چاہئے کہ اپنے ماہانہ اخراجات کی لسٹ بنالیں اور اس میں سے ان چیزوں کو مائنس کر دیں جن کے بغیر گزارا ہو سکتا ہے یعنی تمام راشن اور پہننے اوڑھنے کی چیزیں اور دیگر ضروریات کو چیک کریں، بچیاں اگر کہہ دیں کہ امی! اس بار ہم عید پر 3 نہیں 1 ہی جوڑا بنائیں گی تو ہو سکتا ہے کہ بہت ساری چیزیں مائنس کرنے سے آپ سکون کی طرف آجائیں۔ اگر کچھ رقم مزید جمع بھی ہو گئی تو اللہ نہ کرے گھر میں اگر کسی بھی طرح کی کوئی مشکل آگئی تو ان حالات کے لئے یہ رقم ہمارے کام آئے گی اور ہمیں کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑے گا۔

جو کچھ آپ کے پاس ہے اس سے آپ اپنی ضرورت پوری کر سکتی ہیں مگر بے جا ضد کرنا شوہر یا سرپرست سے ڈیمانڈ کرنا کہ فلاں ماڈل، فلاں برانڈ ہی چاہئے اور گھر کے مرد اس کو افورڈ نہ کر سکتے ہوں تو ایسے میں دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں کہ یا تو وہ آپ کی فرمائش کو پورا کریں گے یا نہیں کریں گے، فرمائش پوری ہونے کی بھی پھر دو صورتیں بنتی ہیں، یا تو وہ محنت مشقت کر کے دن رات ایک کر کے ضرورت کو پسِ پُشت رکھ کر آپ کی فرمائش کو پورا کریں گے اور اگر اتنی محنت و مشقت کے باوجود بھی وہ آپ کی فرمائش پوری نہ کر سکے تو مَعاذَ اللہ حرام راستے کی طرف بھی جا سکتے ہیں۔ اور پھر آپ کی طرف سے ایسا رویہ کہ ہمیں کوئی سُکھ کبھی ملا ہی نہیں ہماری خواہشات کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے اور مختلف قسم کے طنز و طعنے دیئے جانے پر دلبر داشتہ ہو کر ان کی طرف سے بھی لڑائی جھگڑے شروع ہونگے گھر کا سکون و امن سب برباد ہوتا چلا جائے گا۔ ان سب معاملات کے علاوہ مزید نقصانات بھی ہونگے جیسا کہ اپنی خواہش والی چیز کسی اور کے پاس دیکھ کر اس سے حسد کرنا، اللہ پاک کی عطا کردہ نعمتوں کی ناشکری کرنا جیسے گناہوں میں پڑنے کا بھی بہت خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

یہ یاد رکھیں کہ انسان بنیادی طور پر پہلے اپنی ضرورتوں کے لئے کماتا ہے پھر سہولتوں کے لئے کماتا ہے، پھر اس کی توجہ آسائشوں میں جا پڑتی ہے جس کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ پہلے ضرورت پوری کرنے پر فوکس کرلیں، حالات کے پیشِ نظر ان چیزوں پر غور کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

آخر میں ایک مخلصانہ مشورہ آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ ہر ہفتے رات نمازِ عشاء کے بعد ہونے والا مدنی مذاکرہ خود بھی ضرور دیکھئے اور اپنے تمام گھر والوں کو بھی دکھایئے اس میں ملنے والے مہکتے مدنی پھول نہ صرف ہمارے دینی معاملات میں مددگار ثابت ہوتے ہیں بلکہ بہترین زندگی گزارنے کے بھی بہت سے مدنی پھول سیکھنے کو ملتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں بے جا خواہشات، فرمائشوں سے بچتے ہوئے میانہ روی اختیار کرنے اور ہر حال میں صبر کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بُری عادتیں (قسط 8)

بنتِ افضل عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز یزمان بہاولپور

دینی تعلیم کو ادھورا چھوڑ جانے کی وجوہات ذکر کئے جانے کا سلسلہ جاری ہے، ذیل میں بیان کردہ بُری عادت بھی ایسی ہی ہے جو علمِ دین کی برکتوں کے حصول میں رکاوٹ کا باعث ہے۔

اپنی لاعلمی کا اعتراف نہ کرنا

اسلام نے علمِ دین کی اہمیت کے پیشِ نظر اپنے ماننے والوں پر علمِ دین حاصل کرنا فرض قرار دیا اور علم والوں کو جاہلوں پر فضیلت دی ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَؕ (پ23، الزمر:9) ترجمہ: تم فرماؤ: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے علمِ دین سیکھنے سکھانے کو نفلی عبادت سے افضل قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: رات میں تھوڑی دیر پڑھنا پڑھانا ساری رات نفل عبادت سے بہتر ہے۔[1] اور ایک روایت کے مطابق علم حاصل کرنے کو گویا جنت کے راستے پر چلنا قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: جو علم حاصل کرنے کے لئے کسی راستے پہ چلے اللہ کریم اسے جنت کے راستے کی طرف چلائے گا۔[2]

علمِ دین سیکھنا سکھانا اگرچہ افضل عمل ہے مگر اس راہ پر چلنے والوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ پوری محنت اور کوشش سے علم سیکھیں لیکن اپنے اندر یہ احساس پیدا نہ ہونے دیں کہ ہم نے سب کچھ سیکھ لیا ہے اور ہمیں سب کچھ آتا ہے۔ کیونکہ ہمارا علم جتنا بھی ہو بہت تھوڑا ہی ہے اور ہرگز مکمل نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا(۸۵) (پ15، بنی اسرآءیل:85) ترجمہ: اور (اے لوگو!) تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بندوں کا علم مُتَنَاھی (یعنی اس کی ایک انتہا) جبکہ اللہ پاک کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔ مُتَنَاھی علم غیر مُتَنَاھی علم کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے اس عظیم سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ ہو جس کی کوئی انتہا نہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: اولیائے کرام کا علم انبیائے کرام کے علم کے مقابلے میں سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرے کی مانند ہے اور انبیائے کرام کا علم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مقابلے میں سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرے کی طرح ہے، جبکہ حضور کا علم اللہ پاک کے علم کے مقابلے میں گویا کہ سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ ہے، لہٰذا وہ علم جو بندوں کو دیا گیا ہے فی نَفْسِہٖ اگرچہ کثیر ہے لیکن اللہ پاک کے علم کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے۔[3] چنانچہ،

مذکورہ فرمانِ الٰہی سے یہ سمجھنا درست نہیں کہ میرا علم کامل ہے اور میں سب کچھ جانتا یا جانتی ہوں۔ اسی لئے بغیر علم کوئی بات بتانا جرم ہے اور جب اس بات کا تعلق قرآن و حدیث سے ہو تو اس کی برائی اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایسے لوگوں کے لئے شدید وعید کرتے ہوئے فرمایا: جس نے قرآن میں بغیر علم کچھ کہا تو اسے اپنا ٹھکانا دوزخ بنا لینا چاہیے۔[4] یعنی اگر عالم قرآن کی رائے سے تفسیر کرے، یا جاہل رائے سے تاویل کرے اور اتفاقاً وہ تفسیر و تاویل درست ہو تب بھی وہ دونوں گنہگار ہوں گے، کیونکہ انہوں نے ناجائز کام کیا اور ممکن ہے کہ آئندہ اس پر دلیر ہو کر غلطی بھی کر جائیں۔[5] دینی عہدے جاہل سنبھال لیں گے تو اپنی جہالت کا اظہار ناپسند کریں گے، مسئلہ

پوچھنے پر یہ نہ کہیں گے کہ ہمیں خبر نہیں بلکہ بغیر علم گھڑ کر غلط مسئلے بتائیں گے اس کا انجام ظاہر ہے۔ بے علم طبیب مریض کی جان لیتا ہے اور جاہل مفتی اور خطیب ایمان برباد کرتے ہیں۔[6] اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت شدید کبیرہ ہے۔ اگر قصداً (جان بوجھ کر) ہے تو شریعت پہ افترا (بہتان) ہے اور شریعت پہ افترا اللہ پہ افترا ہے اور اللہ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَؕ (پ11، یونس:69) (ترجمہ:) وہ لوگ جو اللہ پر جھوٹ افترا کرتے ہیں فلاح نہ پائیں گے۔ اور اگر بے علمی سے ہے تو جاہل پر سخت حرام ہے کہ فتویٰ دے۔[7]

عموماً کچھ اسٹوڈنٹس کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جب ان سے کوئی شرعی مسئلہ پوچھا جائے تو معلوم نہ ہونے کی صورت میں لاعلمی کا اعتراف کرنے کے بجائے اپنی اٹکل سے ہی بتا دیتے ہیں۔ ایسے اسٹوڈنٹس کی سوچ ہوتی ہے کہ ہر سوال کا جواب دینا ان پر لازم ہے، لہٰذا لاعلمی کے باوجود صرف اپنی عزت بچانے کے لئے غلط مسئلہ بتا دیتے ہیں اور اللہ کریم سے ڈرتے نہیں، اگر توجہ دلائی جائے کہ غلط مسئلہ بیان کیا ہے تو اس پر اڑ جاتے اور رجوع کرنے کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں اور حق قبول نہیں کرتے بلکہ خود کو ہی درست قرار دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک بری عادت ہے جو طلبہ وطالبات کے لئے ناکامی کا سبب بنتی اور مزید سیکھنے اور آگے بڑھنے کے سفر کو روک دیتی ہے۔ انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اپنی لاعلمی کا اعتراف کرنا غلط نہیں، بلکہ یہ بھی کارِ ثواب ہے۔ جیسا کہ قوت القلوب میں ہے: بندہ جب کہتا ہے کہ **میں نہیں جانتا** تو یقیناً اس نے اپنے علم پر عمل کیا اور اپنے حال پر قائم رہا۔ پس اس کے لئے اس شخص کے برابر ثواب ہے جو علم جانتا ہے اور اپنے حال پر قائم رہتے ہوئے اور علم پر عمل کرتے ہوئے اسے ظاہر کرے۔ لہٰذا یہی وجہ ہے کہ بندے کا قول **میں نہیں جانتا** نصف علم ہے۔[8]

صحابہ کرام علمی بات بیان کرنے میں خوفِ خدا و احتیاط سے کام لیتے اور جب بھی ان سے کسی ایسی چیز سے متعلق سوال کیا گیا جس کے متعلق انہیں صحیح معلومات نہ ہوتیں تو وہ تکلف اور بناوٹ سے کام نہ لیتے، بلکہ اپنے عرفی مقام و مرتبہ کی پروا کیے بغیر پوری وضاحت و بلند حوصلے کے ساتھ اپنی لاعلمی کا اعتراف کر لیتے یا کسی دوسرے علم والے کے پاس بھیج دیتے، جیسا کہ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وَفَاكِهَةً وَّاَبًّاۙ (پ30، عبس:31) (ترجمہ: اور پھل اور گھاس) کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے اپنی لاعلمی کا اعتراف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: کون سا آسمان مجھ پر سایہ فگن ہو گا اور کون سی زمین میرا بوجھ اٹھائے گی جب میں کتابُ اللہ کے بارے میں ایسی بات کہوں گا جس کا مجھے علم نہیں۔[9]

جبکہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے خرگوش کھانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: مجھے حدیث میں کمی زیادتی ناپسند ہے، اس لئے میں تمہیں ایک ایسے شخص کے پاس بھیجتا ہوں جو اس سے متعلق تمہاری رہنمائی کرے گا۔ پھر آپ نے اس شخص کو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا جنہوں نے اسے یہ بتایا کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ فلاں جگہ تھے، حضور کو ایک دیہاتی نے خرگوش تحفۃً پیش کیا تو ہم نے بھی اس کا گوشت کھایا۔[10]

اس سے معلوم ہوا کہ خرگوش کا گوشت کھانا حضور اور صحابہ کرام سے ثابت ہے اور یہ بھی سیکھنے کو ملا کہ اگر ہم سے کوئی علمی بات پوچھی جائے اور ہمیں صحیح طرح سے علم نہیں یا علم تو ہے مگر شک ہے یا اس کیفیت میں نہیں کہ اس کا صحیح جواب دے سکیں تو سوال کرنے والوں کو کسی صاحبِ علم کی طرف بھیج دیں تاکہ وہ ان کی صحیح رہنمائی کر سکے۔ خصوصاً قرآن و حدیث اور احکام شرعیہ کے معاملے میں احتیاط بہت ضروری ہے کہ اپنی اٹکل اور بغیر علم کے مسئلہ بیان کرنے والے کی

مذمت بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو لوگوں کو بغیر علم کے فتویٰ دے، آسمان و زمین کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔[11] لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ شرعی معاملات میں بہت احتیاط سے کام لیا جائے اور بغیر علم کے مسئلہ نہ بتایا جائے بلکہ جن ضروری شرعی مسائل کا سو فیصد کنفرم علم نہ ہو ان کا علم سیکھنے اور جاننے کی کوشش کی جائے تاکہ ان وعیدات سے بچ سکیں اور لاعلمی کا اظہار کرنے کی ہمت و حوصلہ پیدا ہو سکے۔

اہلِ علم کی موجودگی میں بھی درست معلوم ہونے کے باوجود جواب نہ دینے اور اہلِ علم کی طرف رجوع کرنے کا کہنے ہی میں عافیت ہے اور یہی ہمارے بزرگوں کا بھی طریقہ رہا ہے، جیسا کہ امیرِ اہلِ سنت فرماتے ہیں: دعوتِ اسلامی سے پہلے کی بات ہے، میں علمائے کرام کی بارگاہ میں حاضر ہوتا اور ان سے سوالات کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ اسی سلسلے میں حاضری ہوئی تو غزالیِ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب اور مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مفتی وقارُ الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہما دونوں بزرگ جلوہ فرما تھے۔ جب میں نے سوالات کیے تو جن سے بھی سوال عرض کرتا وہ دوسرے کی طرف بڑھا دیتے کہ آپ جواب دیجئے! اور دوسرے بھی یہی کہتے کہ حضرت آپ جواب دیجئے۔ ان بزرگوں کا یہ ادب والا انداز دیکھ کر مجھے یہ سیکھنے کو ملا کہ جواب دینے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔ بہر حال! بڑے بڑے علمائے کرام جن پر علم ناز کرتا تھا ان کا انداز یہ تھا، حالانکہ اگر عالمِ دین اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرے اور اپنی معلومات کے مطابق درست جواب دے، لیکن اس سے غلطی ہو جائے تو وہ گناہگار نہیں ہوتا۔ جبکہ ہمیں آتا جاتا کچھ ہے نہیں، پھر بھی ہر سوال کا جواب دینا ضروری سمجھتی ہیں۔ اللہ کریم بس ہمیں محتاط بنادے اور گناہوں سے بچائے۔ اگر کوئی سوال کرے تو جواب دینا فرض نہیں ہو جاتا کہ نہیں دیں گے تو اپنی بے عزتی ہو جائے کہ اتنے بڑے مولانا کو یہ بھی نہیں پتا! بھلے یہاں بے عزتی ہو جائے، لیکن اللہ پاک آخرت کی بے عزتی سے بچائے۔ سچی بات یہ ہے کہ اس طرح بے عزتی نہیں ہوتی، اگر ہوتی ہو گی تو کسی نادان کے نزدیک ہوتی ہو گی اور اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ جو علمِ دین سے دلچسپی رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں ان کی نظر میں اس طرح عزت بڑھتی ہے کہ یار! اتنا بڑا نام ہے اور انہوں نے کہہ دیا کہ **ہمیں نہیں معلوم**۔ مزید یہ کہ اس سے لوگوں کی تربیت ہوتی ہے اور انہیں یہ سوچ ملتی ہے کہ ہمیں تو اتنی معلومات بھی نہیں، پھر بھی ہم ہر بات کا جواب دے رہے ہوتے ہیں، ہمیں اتنی جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔[12]

جو طلبہ و طالبات سوشل میڈیا وغیرہ پر باقاعدہ سوالات کے جوابات دیتے ہیں، ان کو اللہ پاک سے ڈرنا چاہیے اور غور کرنا چاہیے کہ کیا واقعی وہ اس کے اہل ہیں یا نہیں! کہ یہاں تو بڑے بڑے علما بھی سائل کو اپنے سے بڑے عالم کی خدمت میں حاضری کی رہنمائی فرماتے ہیں اور ہم اپنی نااہلی اور کم علمی کے باوجود بھی احکامِ شرع بیان کرتے ہوئے اللہ کریم سے ڈرتے نہیں۔ لہٰذا ایسے اسٹوڈنٹس کو چاہئے کہ اپنی پڑھائی پر توجہ دیں ورنہ زمانۂ طالبِ علمی کی غفلتوں کے سبب فارغ التحصیل ہونے پر بھی علوم و فنون بلکہ بنیادی و فرض علوم میں بھی مہارت حاصل نہ ہو گی اور صرف سند کے عالم یا عالمہ بن کر رہ جائیں گے اور اگر ساتھ میں **مجھے سب کچھ معلوم ہے** کی آفت میں مبتلا ہو گئے تو یہ بری عادت مزید سیکھنے اور کتاب و اہلِ علم کی طرف رجوع سے بھی روک دے گی جس کے نتیجے میں ہلاکت و بربادی کا شکار ہو جائیں گے۔

---

(1) مشکاۃ المصابیح، 1/68، حدیث: 265 (2) ترمذی، 4/312، حدیث: 2691 (3) تفسیر روح البیان، 5/197 (4) ترمذی، 4/439، حدیث: 2959 (5) مراۃ المناجیح، 1/208 (6) مراۃ المناجیح، 1/193 (7) فتاویٰ رضویہ، 23/711، 712 (8) قوت القلوب، 1/236 (9) الاتقان فی علوم القرآن، 1/354 (10) مصنف ابن ابی شیبہ، 12/334، 335، حدیث: 24760 (11) مستطرف، 1/39 (12) آبِ زم زم سے چائے بنانا کیسا؟ ص 5

دارُالافتاء اَہلِسنّت

مفتی محمد قاسم عطاری*

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے پانچ منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 جعلی بینک اسٹیٹمنٹ بنوانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ جب کسی طالبِ علم کو بیرونِ ملک تعلیم کے سلسلے میں جانا ہوتا ہے تو بسا اوقات جس تعلیمی ادارے میں داخلہ مقصود ہوتا ہے، اس ادارے کی جانب سے اسٹوڈنٹ یا اس کے سرپرست کا اکاؤنٹ بیلنس اور اسٹیٹمنٹ سیکیورٹی کے طور پر چیک کیا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ ادارے کی فیس افورڈ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اب ان میں بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو کہ فیس تو افورڈ کر سکتے ہیں لیکن ان کے اکاؤنٹ کی ٹرانزیکشن اور بیلنس ادارے کے مطلوبہ لیول کے مطابق نہیں ہوتی، ایسے لوگ ایڈمیشن کے لئے بینک سے جعلی اسٹیٹمنٹ بنواتے ہیں اور بینک کی مدد سے مطلوبہ رقم کچھ عرصے کے لئے اپنے اکاؤنٹ میں رکھواتے ہیں، یہ رقم انہیں بینک مہیا کرتا ہے، لیکن یہ صرف اکاؤنٹ میں شو کرنے کی حد تک ہوتا ہے، کلائنٹ اس رقم کو کسی طرح استعمال نہیں کر سکتا، حتّٰی کہ اس کا اے ٹی ایم کارڈ وغیرہ بھی بینک اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ اس سروس پر کلائنٹ بینک کو کچھ فیصد رقم ادا کرتا ہے، پوچھنا یہ تھا کہ اس طرح جعلی اسٹیٹمنٹ بنوانا اور اکاؤنٹ میں رقم شو کروانا کیسا ہے؟ نیز مذکورہ فعل پر کلائنٹ کا بینک کو مخصوص رقم دینا جائز ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بیان کردہ صورت میں جعلی اسٹیٹمنٹ بنوانا اور اکاؤنٹ میں وہ رقم شو کروانا جس کا اکاؤنٹ ہولڈر مالک نہیں، جھوٹ اور دھوکا دہی میں داخل ہے، جو ناجائز و حرام ہے، نیز بینک کا مذکورہ فعل پر اعانت کرنا بھی ناجائز و گناہ ہے، اور اس مذموم فعل پر کلائنٹ کا ایک مخصوص رقم دینا اور بینک کا اسے لینا بھی حرام ہے کیونکہ یہ کوئی قابلِ اجارہ کام نہیں، تو اس پر دی جانے والی رقم اپنا کام نکلوانے کے لئے دی جارہی ہے جو رشوت اور باطل اجرت ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 دورانِ نماز نمازی کا سینہ نظر آرہا ہو تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ اگر نماز کے دوران نمازی کی قمیص کے بٹن کھلے ہوں حتّٰی کہ سینہ نظر آرہا ہو، تو نماز کا کیا حکم ہوگا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر نماز کے دوران نمازی کے سینے کے بٹن کھلے ہوں اور سینے کا اتنا حصہ نظر آرہا ہو، جتنا عام طور پر مہذب آدمی کے سینے کا حصہ نظر آتا ہے، تو اس میں کچھ حرج نہیں، البتہ اگر اس سے زیادہ حصہ نظر آرہا ہو کہ اس حالت میں کوئی مہذب و سلجھا ہوا شخص لوگوں کے مجمع یا بازار میں نہ جائے یا جائے، تو اُسے خفیف الحرکات و بے ادب سمجھا جائے یا مکمل سینہ کھلا ہو، تو اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہِ تنزیہی ہے، کیونکہ اس کا حکم کام کاج اور روزمرہ کے پہنے جانے والے اُن کپڑوں کی طرح ہوگا، جنہیں مہذب آدمی پہن کر بزرگوں اور معزز لوگوں کے سامنے جانے سے عار محسوس کرتا ہے اور پہن کر جائے، تو اُسے بے ادب اور خفیف الحرکات سمجھا جاتا ہے، تو ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہِ تنزیہی ہے، جبکہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 Scalp pigmentation کروانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ اگر کسی شخص کے سر کے بال جھڑ کر کم ہوگئے ہوں جس کی وجہ سے سر کا کچھ حصہ گنجا اور بد نما معلوم ہوتا ہے تو کیا وہ شخص گنجا نہ دکھنے کے لئے Scalp pigmentation کروا سکتا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

Scalp pigmentation کا عمل دراصل گودنے (ٹیٹو بنوانے) کی طرح ہے اور اس کی شرعاً اجازت نہیں۔

تفصیل درج ذیل ہے:

Scalp pigmentation کے عمل میں سر کے جن حصوں میں بال نہ ہوں وہاں باریک سوئیوں کے ذریعے سوراخ کر کے سیاہ انک یا مادہ بھرا جاتا ہے جس سے وہاں سیاہ باریک نقطے پڑجاتے ہیں، جو چھوٹے چھوٹے بال نما معلوم ہوتے ہیں، تو یہ ٹیٹو بنوانے کی طرح ہے، بلکہ ماہرین اسے ٹیٹو بنوانا ہی کہتے ہیں اور اسے Medical-grade micro-tattooing کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جیسا کہ درج ذیل ویب سائٹس پر اس کی تعریف و تفصیل ملاحظہ کی جاسکتی ہے:

(https://ishrs.org/micropigmentation-of-scalp)

(https://www.medicalnewstoday.com/articles/scalp-micropigmentation)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

4 بغیر وضو کے احرام باندھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ ہم عمرے کے لئے روانگی کے وقت گھر سے ہی غسل وغیرہ کر کے احرام کی چادریں پہن لیتے ہیں، لیکن ابھی عمرے کی نیت سے تلبیہ نہیں کہتے، بلکہ جب جدہ آنے والا ہو تو میقات سے پہلے فلائٹ کے دوران تلبیہ کہتے ہیں، بعض اوقات اس دوران وضو برقرار نہیں رہتا، تو کیا بغیر وضو بھی احرام باندھ سکتے ہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

باوضو ہونا احرام کے لئے ضروری نہیں، اگر کوئی بغیر وضو بھی عمرے کی نیت سے تلبیہ کہے تو اس کا احرام اور پابندیاں شروع ہوجاتی ہیں، البتہ وضو کی اہمیت و فضائل بے شمار ہیں حتّٰی کہ ہر وقت باوضو رہنا مستحب ہے، پھر جبکہ سفر بیت اللہ شریف کا ہو تو اس کا خاص اہتمام ہونا چاہئے کہ حتی المقدور باوضو رہا جائے، خصوصاً احرام یعنی عمرے یا حج کی نیت سے تلبیہ کہتے وقت باوضو ہونا، جداگانہ سنت ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

5 کیا دیکھے بغیر کسی کو نظر بد لگ سکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ کیا نظر بد دیکھنے سے ہی لگتی ہے یا کسی شے کو دیکھا نہ ہو اور دیکھے بغیر اس کی تعریفیں کریں اس سے بھی نظر لگ سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ایک شخص سے کسی دوسرے کو ضرر کئی طرح پہنچ سکتا ہے، جیسے ہاتھ پاؤں سے باقاعدہ کسی کو مارنا، زخمی کرنا، یا زبانی جیسے گالی دینا، یا غیر مرئی انداز سے جیسے جادو یا نظر بد یا کسی اور طرح سے۔ ان اقسام میں جو نظر بد کی صورت ہے اس کے متعلق ائمہ اُمّت رحمہم اللہ نے صراحت فرمائی ہے کہ نظر دیکھنے والے کی آنکھ کی تاثیر سے لگتی ہے یعنی جب کسی شے کو پسندیدہ نظروں سے دیکھے اور اللہ کا ذکر نہ کرے یا ضرر ہی کی نیت سے دیکھے، لہٰذا نظر بد والی صورت میں تو دیکھنا ہی ضروری ہے، دیکھے بغیر محض تعریف کرنے سے نظر نہیں لگتی البتہ غیر مرئی نقصان پہنچنا نظر بد ہی پر موقوف نہیں بلکہ ممکن ہے کہ نظر بد نہ ہو لیکن کسی اور وجہ سے ضرر پہنچے۔ عاملین کو ان چیزوں کی کامل پہچان نہیں ہوتی لہٰذا وہ بہت سی چیزوں اور اثرات کو آپس میں مکس کر دیتے ہیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

1 کیا عدت دوبارہ کرنی ہوگی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہماری بہن کو تین طلاقیں ہو گئی ہیں، جس کی ابھی وہ عدت گزار رہی ہے۔ ایک دن وہ گھر سے نکل کر پاس ہی بھائی کے گھر کھانا کھانے چلی گئی، تو کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ عدت کے دوران گھر سے باہر نکلنے پر عدت ٹوٹ جاتی ہے، لہٰذا ان کو اب نئے سرے سے عدت کرنی ہو گی۔ اسی طرح کچھ لوگ چھت پر جانے سے بھی منع کرتے ہیں کہ آسمان کے نیچے نہیں جاسکتی اور بھائیوں سے بھی نہیں مل سکتی، شرعی رہنمائی فرما دیں کہ بہن عدت کے دوران باہر نکل سکتی ہے؟ نہیں نکل سکتی تو کیا اب بہن کی عدت ٹوٹ گئی اور اب دوبارہ نئے سرے سے کرنی ہو گی؟ نیز چھت پر کھلے آسمان کے نیچے جاسکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عدت ایک خاص وقت (Period) کا نام ہے یعنی طلاق یا شوہر کی وفات کے بعد عورت نے مخصوص ٹائم کچھ پابندیوں کے ساتھ گھر پر گزارنا ہوتا ہے اور اس ٹائم میں عورت کو بلاضرورت گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی، اگر نکلے گی تو گنہگار ہو گی، اس سے بہت سختی سے منع کیا گیا ہے، لیکن اگر بلاضرورت گھر سے باہر نکل جائے، تو اس کی وجہ سے عدت پر اثر نہیں پڑتا، کہ عدت ٹوٹ جائے اور نئے سرے سے کرنی ہو، البتہ بلاضرورت گھر سے باہر نکلنے کی وجہ سے وہ گنہگار ہوئی، جس کی توبہ کرنا اس پر لازم ہے، نیز اپنے گھر کی ہی چھت ہو تو عدت کے دوران عورت چھت پر بھی جاسکتی ہے، اسی طرح اگر گھر کا صحن مشترک نہ ہو تو صحن میں بھی جاسکتی ہے، کھلے آسمان کے نیچے جانے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ چھت یا صحن وغیرہ میں جانے سے بے پردگی نہ ہوتی ہو اور بہن بھائیوں سے اپنی عدت والی جگہ پر ملنے میں کوئی حرج نہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

2 کیا خواتین بھی رَمَل کریں گی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا طواف میں مردوں کی طرح خواتین بھی رمل کریں گی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جس طواف کے بعد سعی ہو (جیسے عمرے کا طواف وغیرہ) تو اس کے پہلے تین چکروں میں **"رمل"** کرنا سنت ہے۔ رمل سے مراد یہ ہے کہ جلدی جلدی چھوٹے قدم رکھتے اور کندھوں کو ہلاتے ہوئے چلا جائے، جیسے قوی و بہادر لوگ چلتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ رمل فقط مردوں کے ساتھ خاص ہے، خواتین رمل نہیں کریں گی، بلکہ درمیانی چال ہی چلیں گی، کہ اس میں ان کے لئے پردے کا اہتمام زیادہ ہے۔ یہی حکم سعی کرتے ہوئے **"میلین اخضرین"** کے درمیان دوڑنے کا ہے، کہ وہاں بھی خواتین دوڑے بغیر درمیانی چال ہی چلیں گی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُجِیب	مُصَدِّق
محمد فرحان افضل عطاری	مفتی محمد قاسم عطاری

رخصتی

(چوتھی اور آخری قسط)

بنتِ منصور عطاریہ مدنیہ
دفتر ذمہ دار پاک سطح، شعبہ حج و عمرہ کراچی

گزشتہ سے پیوستہ شادی کی رسموں کے سلسلے میں رخصتی کی رسمیں بیان ہو چکی ہیں اور اب رخصتی کے بعد کی رسموں کی آخری قسط پیشِ خدمت ہے۔

ولیمہ ولیمہ کا معنیٰ ہے: ملنا، جمع ہونا۔ نکاح کے بعد جو دعوتِ طعام دی جاتی ہے اسے ولیمہ کہا جاتا ہے، یہ تقریب شادی کی خوشی میں لڑکے والوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ ولیمہ سنت ہے۔[1] چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد ستو اور چھواروں سے ولیمہ کیا۔[2] ولیمہ کی تاکید کئی احادیثِ مبارکہ میں مروی ہے، بلکہ ایک روایت میں ہے کہ دعوتِ ولیمہ کرو اگرچہ بکری ہی سے ہو۔[3] اور بہارِ شریعت میں ہے: ولیمہ یہ ہے کہ شبِ زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز و اقارب اور محلہ کے لوگوں کی حسبِ استطاعت ضیافت کرے اور اس کے لیے جانور ذبح کرنا اور کھانا تیار کرانا جائز ہے۔[4]

ولیمہ کی میعاد ولیمہ شبِ زفاف کی صبح پہلے یا دوسرے دن تک کر سکتے ہیں، ان دو دنوں کے بعد جو دعوت کی جائے وہ ولیمہ نہیں۔[5] بعض لوگ کئی دنوں یا مہینوں بعد یا بسا اوقات اتنی تاخیر کرتے ہیں کہ بچے کی ولادت ہو چکی ہوتی ہے اور وہ بھی ولیمہ میں شریک ہوتا ہے تو ایسی دعوت جو شبِ زفاف کے دو روز کے بعد کی جائے وہ ولیمہ نہیں، کیونکہ ولیمہ دو دن تک ہی ہو سکتا ہے۔ بعض لوگ رواج کے مطابق بڑے پیمانے پر ولیمہ کی دعوت کا اہتمام نہ کر پانے کی وجہ سے ولیمہ نہیں کرتے، حالانکہ ولیمہ کی دعوت کے لئے کسی زیادہ اہتمام کی ضرورت نہیں اگر دو چار اشخاص کو کچھ معمولی چیز اگرچہ پیٹ بھر نہ ہو اگرچہ دال روٹی چٹنی روٹی ہو یا اس سے بھی کم کھلا دیں سنت ادا ہو جائے گی اور کچھ بھی استطاعت نہ ہو تو کچھ الزام نہیں۔[6]

ولیمہ کی دعوت میں شرکت کرنے کا حکم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دعوتِ ولیمہ کا قبول کرنا سنتِ مؤکدہ ہے، جبکہ وہاں کوئی معصیت (گناہ کا کام) مثلِ مزامیر (موسیقی / میوزک) وغیرہا نہ ہو، نہ اور کوئی مانعِ شرعی (شریعت کی طرف سے منع کیا گیا کام) ہو اور اس کا قبول وہاں جانے میں ہے، کھانے، نہ کھانے کا اختیار ہے۔ باقی عام دعوتوں کا قبول افضل ہے، جبکہ نہ کوئی مانع ہو، نہ کوئی اس سے زیادہ اہم کام ہو اور خاص اس کی کوئی دعوت کرے تو قبول کرنے، نہ کرنے کا اسے مطلقاً اختیار ہے۔[7] یعنی دعوت قبول کرنے اور اس میں شرکت کرنے کا معیار اللہ پاک کی اطاعت و رضا ہو، کھانا کھائیں یا نہ کھائیں آپ کی مرضی۔ البتہ نہ کھائیں تو ظاہر نہ کریں ورنہ میزبان کی دل آزاری ہونا ممکن ہے۔ نیز ولیمہ نام و نمود کے لیے نہ ہو، بلکہ سنت کی ادائیگی کے لیے ہی ہو اور اس میں امیر و غریب سب کو دعوت دی جائے کہ صرف امیروں کو ہی مدعو کرنے کے متعلق ایک روایت میں ہے: بدترین کھانا ولیمے کا وہ کھانا ہے جس کے لیے مالدار تو بلائے جائیں اور فقرا چھوڑ دیئے جائیں۔[8] لہٰذا فقرا کا بھی لحاظ رکھیں، دکھاوے کی جگہ سادگی اپنائیں اور اچھی نیت اور سنت پر عمل کا اجر پائیں۔ آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو سادگی کے ساتھ دعوتِ ولیمہ کرتے ہیں جیسا کہ آلِ عطار کی شادیوں کی مثالیں موجود ہیں، چنانچہ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ نے دھوم دھام سے اپنے بچوں کی شادی کر سکنے کے باوجود انتہائی سادگی کے ساتھ شرعی تقاضوں کے مطابق مختصر انداز میں اس فریضے کی انجام دہی فرمائی، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم کسی اور کی مرضی و رضا کو ترک کر کے صرف اللہ اور اس کے رسول

کی رضامندی پر نظر رکھیں۔ ان شاءاللہ اس کی خوب برکتیں نصیب ہوں گی۔

اسٹیج پر دلہا دلہن کا ساتھ بیٹھنا ولیمہ والے دن اکثر وہی چیزیں ہوتی ہیں جن کا ذکر بارات کے ضمن میں ہو چکا ہے، مثلاً مردوں عورتوں کا اختلاط، فوٹو گرافی، ناچ گانے اور بے پردگی وغیرہ۔ یہ ساری خرافات اور ان کے نقصانات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ تاہم ولیمہ میں زیادہ تر زور تصاویر پر ہوتا ہے۔ دلہن سج دھج کر اپنے دلہا کے ساتھ اسٹیج پر ہوتی ہے اور محرم و نامحرم سب لوگ ان کے پاس بیٹھ کر تصاویر کھنچواتے ہیں۔

نیوتا (سلامی) بارات یا ولیمے پر دلہا دلہن کو جو پیسے دیئے جاتے ہیں اسے نیوتا، نیوندرا یا سلامی کہا جاتا ہے۔ شادی اور دیگر مواقع پر جو رقم دی جاتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں: (1) جہاں برادری نظام ہے اور وہ اس رقم کو باقاعدہ لکھتے ہیں کہ کس نے کتنا دیا ہے پھر جب دینے والے کے گھر کوئی دعوت ہوتی ہے تو یہ اس سے کچھ زیادہ رقم دیتا ہے، یہ بھی اس رقم کو لکھتا ہے۔ اس رقم کا حکم یہ ہے کہ اگر اس رقم دینے میں خیر خواہی نہ ہو بلکہ فقط ایک رسم ہو تو کوئی ثواب نہیں، البتہ اس رقم کی حیثیت قرض کی سی ہے جس کا تقاضہ کرنا درست اور واپس دینا ضروری ہے۔ (2) جہاں برادری نظام نہیں ہے یا غیر برادری کے لوگ عقیدت یا دوستی یا خیر خواہی کی نیت سے دیتے ہیں تو بلا اجازتِ شرعی اس کا مطالبہ کرنا یا نہ دینے پر ناراض ہونا، اس پر طعن و تشنیع کرنا (برا بھلا کہنا) غلط و باطل ہے۔[9]

جوتا چھپائی اس رسم کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس میں جوتے چھپائے جاتے ہیں۔ کہیں یہ رسم رخصتی کے موقع پر اور کہیں مکلاوہ کے موقع پر کی جاتی ہے کہ دُلہن والوں کی طرف سے جوان لڑکیاں دولہے کے جوتے چُھپا دیتی ہیں ان کے ساتھ نوجوان نامحرم مرد بھی شامل ہوتے ہیں اور پھر جب دولہا ان سے جوتے مانگتا ہے تو وہ دولہے کے ساتھ ہنسی مذاق اور بے تکلفی کا مظاہرہ کرنے کے علاوہ منہ مانگی رقم کا مطالبہ بھی کرتی ہیں جسے پورا کئے بغیر جوتا واپس نہیں ملتا۔ چونکہ جوتا چھپائی کی رسم جس طرح رائج ہے اس میں غیر محرموں کے ساتھ ہنسی مذاق، بے پردگی وغیرہ ہوتی ہے، لہٰذا یہ شرعاً ناجائز و گناہ ہے، اور بہنوئی سے تو ویسے بھی شرعاً پردہ ہے۔

جوتا چھپائی میں ملنے والی رقم کا حکم یہ ہے کہ اگر دلہا اپنی خوشی سے رقم دے تو لینا جائز ہے اور اگر وہ کم دینا چاہے مگر ناگواری کی حد تک مجبور کر کے اس سے زیادہ لیے جائیں یا وہ اس خوف سے رقم دے کہ نہ دینے کی صورت میں اسے برا بھلا کہا جائے گا، ذلیل کیا جائے گا تو اس رقم کا لینا حرام ہے۔ جو پیسے وغیرہ وہ ذلیل کیے جانے کے خوف سے اپنی عزت بچانے کے لیے دے وہ رشوت کے حکم میں ہیں، ان کا لینا ہرگز جائز نہیں۔ اگر لے لئے تو واپس کرنے ہوں گے۔[10]

شلیمہ: آج کل خرچ اور وقت بچانے کے لئے جس طرح مہندی اور شادی کو ملا کر ایک ہی تقریب **شیندی** کے نام سے ہو رہی ہے، وہیں بعض لوگ رخصتی اور ولیمہ کی تقاریب کو اکٹھا کر لیتے ہیں اور اسے **شلیمہ** کہتے ہیں، یوں ایک ہی خرچ میں دونوں تقریبات نمٹ جاتی ہیں، اس میں ایک قباحت یہ ہے کہ ولیمہ کی سنت ادا نہیں ہوتی۔ حالانکہ اگر رخصتی ایک روز قبل گھر سے ہی کر لی جائے اور اگلے روز بھلے شلیمہ کے نام سے ایک ہی دعوت دی جائے تو یوں سنت بھی ادا ہو جائے گی اور مقصود بھی حاصل ہو جائے گا یعنی خرچ کم ہو جائے گا۔

مکلاوہ: ولیمہ کی مکمل تقریب کے بعد اکثر کے ہاں یہ رواج ہے کہ دلہن کو واپس میکے لے جایا جاتا ہے۔ اس میں بھی اگر کوئی غیر شرعی کام نہ ہو اور شوہر کی اجازت ہو تو بالکل جائز ہے۔

---

(1) مراٰۃ المناجیح، 5/72 (2) ابن ماجہ، 2/443، حدیث: 1909 (3) بخاری، 3/449، حدیث: 5155 (4) بہارِ شریعت، 5/391، حصہ: 16 (5) فتاویٰ اہلِ سنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: WAT-76 (6) فتاویٰ امجدیہ، 4/224، 225 (7) فتاویٰ رضویہ، 21/655 (8) بخاری، 3/455، حدیث: 5177 (9) ماہنامہ فیضان مدینہ جنوری 2017، ص 11 (10) فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: WAT-2231

درست مشورہ

اُمِّ انس عطاریہ
رکن انٹر نیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ

زندگی میں بہت سے مراحل میں ہم کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے کے حوالے سے شش و پنج میں مبتلا ہوتی ہیں اور یہ فیصلہ نہیں کر پاتیں کہ کیا کریں! چنانچہ اس معاملے میں کسی تجربہ کار سے مشورہ کرتی ہیں تاکہ بعد میں ہمیں اپنے ذاتی فیصلے پر پچھتاوا نہ ہو کہ یہی ہمارے دین نے بھی ہمیں سکھایا ہے۔

یاد رکھئے! مشورہ شور سے بنا ہے جس کا معنی ہے ظاہر کرنا یا حاصل، چونکہ مشورہ میں ہر ممبر رائے ظاہر کرتا ہے یا ہر شخص کی رائے حاصل کی جاتی ہے اسی لئے اسے مشورہ کہتے ہیں، اسی سے شوریٰ اور مشاورت بنا ہے۔ مشورہ کرنا سنت سے ثابت ہے، اللہ پاک نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانا چاہا تو فرشتوں سے فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (پ1، البقرۃ: 30) ترجمہ: میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ یہ مشورہ تھا، اپنے ارادے کی محض اطلاع نہ تھی ورنہ فرشتوں کو اپنی رائے ظاہر کرنے کی ہرگز جُرأت نہ ہوتی۔[1] کیونکہ اللہ پاک اس سے پاک ہے کہ اس کو کسی سے مشورے کی حاجت ہو، البتہ! یہاں خلیفہ بنانے کی خبر فرشتوں کو ظاہری طور پر مشورے کے انداز میں دی گئی جس سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملتا ہے کہ کوئی اہم کام کرنے سے پہلے کسی سے مشورہ کر لیا جائے تاکہ اس کام سے متعلق کوئی خدشہ ہو تو اس کا ازالہ ہو جائے یا کوئی ایسی مفید رائے مل جائے جس سے وہ کام مزید بہتر انداز سے ہو جائے۔

مشورہ کرنا اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام سے بھی ثابت ہے، بلکہ اس کا ذکر تو قرآن میں ہے، جیسا کہ اللہ پاک نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو صحابہ کرام سے مشورہ کرنے کا حکم کچھ یوں ارشاد فرمایا: وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ (پ4، اٰل عمران: 159) ترجمہ: اور کاموں میں ان سے مشورہ لیتے رہو۔ اور انصار صحابہ کرام کا وصف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ (پ25، الشوریٰ: 38) ترجمہ: اور ان کا کام ان کے باہمی مشورے سے (ہوتا) ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نوجوان اور عمر رسیدہ دونوں طرح کے علمائے کرام سے مشورہ کیا کرتے تھے اور فرماتے: تم میں سے کسی کو اس کی کم عمری مشورہ دینے سے نہ روکے کیونکہ علم کا مدار کم یا زیادہ عمر پر نہیں بلکہ اللہ جسے چاہے علم سے نواز دیتا ہے۔[2] حضرتِ عمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہِ علیہ خلیفہ بننے سے پہلے جب مدینے شریف کے گورنر بنے تو پہلا کام یہ کیا کہ وہاں کے فقہائے کرام کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا اور ان کی باقاعدہ مجلسِ شوریٰ بنا دی جو آپ کو ضرورتاً مشورے دیا کرتی تھی۔[3]

مشورے کے فوائد مشورے کے چند فضائل و فوائد یہ ہیں:

☆ایک روایت میں ہے: جو مشورہ کرتا ہے وہ کبھی بد بخت نہیں ہوتا اور جو دوسروں کے مشوروں سے بے پروا ہو وہ کبھی نیک بخت نہیں ہوتا۔[4] ☆مشورہ کچے دھاگے کی طرح ہے جس سے کوئی مضبوط کام نہیں ہو سکتا لیکن اگر چند مشورے اکٹھے ہو جائیں تو اس مضبوط رسی کی طرح ہو جاتے ہیں جس سے بڑی بھاری چیز بھی باندھ لی جاتی ہے۔ ☆مشورے سے کام کرنا ناکامی کی صورت میں شرمندگی سے محفوظ رکھتا ہے، کیونکہ ایک روایت میں ہے: جس نے مشورہ کیا وہ شرمندہ نہیں ہو گا۔[5] ☆مشورہ برکت کی چابی ہے جس سے غلطی کا امکان کم ہو جاتا ہے۔

مشورہ دینے کے آداب ☆حدیثِ پاک میں ہے: جس سے مشورہ

لیا جائے وہ امانت دار ہے۔[6] اور ایک روایت کے مطابق جو جان بوجھ کر غلط مشورہ دے تو اس نے خیانت کی۔[7] لہٰذا مشورے کا سب سے پہلا ادب اور تقاضا یہ ہے کہ ایمانداری اور دیانت داری کے ساتھ درست مشورہ ہی دیا جائے۔ چنانچہ مشورہ لینے والی کی جگہ خود کو رکھ کر دل سے فیصلہ کیجئے کہ اگر اس کی جگہ مجھے مشورے کی ضرورت ہوتی تو کیا یہ مشورہ مجھے قابلِ قبول ہوتا؟ یوں درست مشورہ دینے کا ذہن بنے گا۔ کسی کا قول ہے: اگر تمہارا دشمن تم سے مشورہ مانگے تو اسے بھی اچھا مشورہ دو کیونکہ مشورہ مانگ کر وہ تمہارے دشمنوں کی صف سے نکل کر دوستوں میں شامل ہو گیا ہے۔

☆ اگر آپ عقل مند ہیں اور آپ سے اکثر مشورے لئے جاتے ہیں تو بھی بن مانگے مشورہ نہ دیجئے اور اگر بات بات پر مشورہ دینے کی عادت ہے تو اسے ختم کرنے کی کوشش کیجئے کہ جو خواتین بات بے بات مشورے دیتی ہیں ان سے لوگ پریشان ہو جاتے ہیں، مگر افسوس! ہمارے یہاں مشورہ لینے کی نوبت کم ہی آتی ہے، بغیر مانگے ہی مشوروں کی بھر مار ہو رہی ہوتی ہے، مثلاً بچہ بیمار ہوا تو ڈاکٹر کے بارے میں مشورے کہ فلاں کے پاس لے کر جاؤ، فلاں اچھا ہے، فلاں تجربہ کار نہیں، یہاں تک کہ بعض خواتین دوائیں تک بتاتی ہیں کہ بچے کو یہ یہ دوائی دو۔ یونہی کوئی عورت امید سے ہو تو اس پر مشوروں کی بارش ہونے لگتی ہے کہ اس حالت میں یہ کرنا اور یہ نہ کرنا اور اگر اس دوران چاند یا سورج گرہن ہو جائے تو بطورِ خاص فون کر کے یا خود گھر جا کر اطلاع دی جاتی ہے کہ آج چاند گرہن ہے، احتیاط کرنا، ورنہ یوں ہو جائے گا اور کبھی تو ان مشوروں کی وجہ سے بیچاری حاملہ عورت کی جان مشکل میں آ جاتی ہے۔

☆ اپنے مشورے کو مشورہ ہی سمجھئے بطورِ حکم دوسروں پر مسلط نہ کیجئے، کیونکہ بعض خواتین مشورہ نہیں بلکہ حکم دیتی ہیں یعنی ان کی بات پر عمل نہ کیا گیا تو لعن طعن اور ناراضی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، فساد برپا ہو جاتا ہے کہ آخر کار اپنی ہی چلائی، میری بات کی کوئی اہمیت ہے نہ میری کوئی اوقات ہے وغیرہ۔ یاد رکھیے! اس طرح کے جملے آپ کی عزت و اہمیت کو کم کر دیتے ہیں اور آپ کو پتا بھی نہیں چلتا کہ آپ کسی کے دل سے اتر جاتی ہیں۔ لہٰذا نیک مشورہ ضرور دیجئے مگر اس کو مشورہ ہی سمجھئے، اگر کوئی تسلیم نہ کرے تب بھی دل بڑا رکھئے اور اس معاملے میں امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کی یہ بات یاد رکھیے کہ مشورہ یہ کہہ کر دیا جائے کہ **یہ میرا ناقص مشورہ ہے**، تاکہ اگر رد ہو تو ملال نہ ہو۔ الحمد للہ! دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں مشوروں کا نظام بڑا مضبوط ہے، اسلامی بہنوں کی عالمی مجلسِ مشاورت سے لے کر ذیلی حلقوں تک ہر کام مشورے سے ہوتے ہیں اور دنیا بھر میں دعوتِ اسلامی کے تحت خواتین میں ہونے والے دینی کاموں کے پھیلنے و بڑھنے میں مشوروں کا بھی بہت کردار ہے۔

مشورہ لینے والی کو جس سے مشورہ کرنا ہے اس کی عمر، تجربہ اور علم پر بھی غور کر لینا چاہیے کہ ایک قول کے مطابق سات قسم کے لوگوں سے مشورہ نہیں کرنا چاہیے: جاہل، دشمن، حاسد، ریاکار، بزدل، کنجوس اور خواہش کی پیروی کرنے والا۔ جاہل تو خود گمراہ ہوتا ہے، دشمن تمہاری ہلاکت چاہتا ہے، حاسد تمہاری نعمتوں کے زوال کا باعث ہوتا ہے، ریاکار لوگوں کی مرضی پر چلتا ہے، بزدل ہر مشکل مقام سے بھاگنے کا مشورہ دیتا ہے۔ کنجوس مال جمع کرنے کا حریص ہوتا ہے اور اس کے علاوہ اس کی کوئی رائے نہیں ہوتی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والا خواہشات کا غلام ہوتا ہے اور خواہش کی مخالفت کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔[8] چنانچہ مشورہ ضرور کیجئے اور ضرور دیجئے مگر اس کی اہمیت کو سمجھ کر مشورہ دیجئے اور لیجئے۔

---

(1) معلم تقریر، ص 55 (2) مصنف عبد الرزاق، 10 / 363، حدیث: 21111 (3) البدایۃ و النہایۃ، 6 / 332 ماخوذاً (4) تفسیر قرطبی، 2 / 193، جز: 4 (5) معجم اوسط، 5 / 77، حدیث: 6627 (6) ابن ماجہ، 4 / 223، حدیث: 3745 (7) ابوداود، 3 / 449، حدیث: 3657 ملخصاً (8) دین و دنیا کی انوکھی باتیں، ص 149

غلط مشورہ

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 34ویں تحریری مقابلے سے منتخب کرکے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کیے جارہے ہیں۔)

بنتِ الیاس (اول پوزیشن)
جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ اُمِّ عطار گلبہار سیالکوٹ

غلط مشورہ دینے کا مطلب ہے کہ کوئی کسی دوسرے کو جان بوجھ کر یا انجانے میں ایسا مشورہ دے جو غیر مفید، نقصان دہ یا گمراہ کن ہو۔ یہ عمل اکثر ذاتی مفادات، لاعلمی، غیر ذمہ داری، یا ناپختہ سوچ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ مشورہ دینا ایک اہم امانت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مشورہ دینے کو دیانت داری اور خیر خواہی کا تقاضا قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: جس سے مشورہ لیا جائے، وہ امانت دار ہوتا ہے۔[1]

غلط مشورہ دینا خیانت اور دھوکا دہی کی ایک شکل ہے جو کہ اسلامی تعلیمات اور امانت داری کے اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔ یہ عمل فرد کے اعتماد کو ٹھیس ہی نہیں پہنچاتا بلکہ معاشرتی تعلقات کو بھی کمزور کرتا ہے۔ اللہ پاک نے ایمان والوں کو دھوکا دہی اور خیانت سے باز رہنے کا حکم کچھ یوں ارشاد فرمایا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۲۷ (پ9، الانفال:27) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ جان بوجھ کر اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بھی دھوکا دینے سے سختی سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔[2]

غلط مشورے کے اثرات

کسی کو غلط مشورہ دینے کے انفرادی و اجتماعی سطح پر بہت برے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور غلط مشورہ لینے والی اپنی زندگی کے اہم فیصلوں میں نقصان اٹھا سکتی ہے۔ یہ نقصان مادی، جذباتی یا روحانی سطح پر ہو سکتا ہے۔ مثلاً:

- کاروبار کے حوالے سے غلط مشورہ دینا کسی کے مالی نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔
- اسی طرح غلط مشورے معاشرتی اعتماد کو کمزور کرتے ہیں۔ جب لوگ مشورہ دینے والوں پر اعتماد کھو دیتے ہیں تو یہ پورے سماج میں بے یقینی اور فساد کا باعث بنتا ہے۔
- غلط مشورہ دینا گناہ ہے اور اللہ پاک کے غضب کا سبب بن سکتا ہے۔
- یہ عمل انسان کے ایمان کو کمزور کرتا ہے اور آخرت میں سخت عذاب کا باعث بن سکتا ہے۔

غلط مشورے دینے کی وجوہات

- بعض لوگ اپنی ذاتی خواہشات یا مفادات کی بنا پر دوسروں کو غلط مشورہ دیتے ہیں۔
- بعض اوقات حسد کرنے والے دوسروں کی ترقی یا خوشی برداشت نہیں کر پاتے اور انہیں نقصان پہنچانے کے لئے جان بوجھ کر غلط مشورے دیتے ہیں۔

کبھی کبھار غلط مشورہ نا سمجھی یا غیر ذمہ داری کی وجہ سے بھی دے دیا جاتا ہے۔

الغرض ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ مشورہ دیتے وقت سچائی اور دیانت داری کو مدِ نظر رکھے اور اپنی نیت کو خالص رکھے۔ درست مشورہ دینا خیر خواہی کا عملی اظہار ہے اور اسلام ہمیں خیر خواہی کا درس دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔[3]

لہٰذا مشورہ دینے کے آداب میں سے ہے کہ مشورہ ہمیشہ ذاتی مفادات سے ہٹ کر صرف سامنے والی کی بھلائی کے لیے سچائی اور خیر خواہی کے ساتھ دیا جائے۔

نیز مشورہ دینے والی کو مشورہ کے متعلق مکمل علم اور تجربہ ہونا چاہئے کہ لاعلمی کی بنیاد پر مشورہ دینا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔

اللہ پاک ہمیں دوسروں کو بھلائی کا مشورہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

بنتِ مقصود عطاریہ (درجہ: ثالثہ)

فیضان آن لائن اکیڈمی، بحرین عرب شریف

انسان کو اپنی زندگی میں وقتاً فوقتاً دوسروں کی مدد کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے، انہی میں سے ایک مدد مشورہ کی صورت میں بھی درکار ہوتی ہے۔ دینِ اسلام میں مشورہ کرنے کی بہت اہمیت ہے۔ مشورے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ پاک نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بھی اجتہادی امور میں صحابہ کرام سے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِۚ (پ4، اٰل عمران: 159) ترجمہ: اور کاموں میں ان سے مشورہ لیتے رہو۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار! بے شک اللہ و رسول مشورہ سے بے نیاز ہیں لیکن اللہ پاک نے میری اُمّت کے لئے مشورے کو رحمت بنا دیا۔ تو جس نے مشورہ کیا وہ ہدایت سے محروم نہ رہا اور جس نے مشورہ چھوڑ دیا وہ دشواری میں مبتلا ہوا۔[4]

لہٰذا جس سے مشورہ کیا جائے اسے چاہئے کہ درست مشورہ دے ورنہ خیانت کرنے والی ٹھہرے گی، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جس سے کوئی مشورہ لیا جائے وہ امین ہو جاتا ہے۔[5] اگر اس نے جان بوجھ کر غلط مشورہ دیا تو وہ خیانت کرنے والا کہلائے گا۔

یاد رکھئے! امانت ہر وہ چیز ہے جو کسی کو کسی کی حفاظت کی نیت سے دی جائے، چاہے وہ امانت روپے پیسے یا سامان کی صورت میں ہو یا کوئی بات، راز، ذمہ داری یا مشورہ ہی ہو کہ یہ بھی امانت ہیں۔

یاد رہے! کسی مسلمان کا نقصان چاہنا اور جان بوجھ کر اسے غلط مشورہ دینا ناجائز و گناہ ہے اور اس عمل کو حدیثِ پاک میں خیانت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے بھائی کو کسی چیز کا مشورہ یہ جانتے ہوئے دے کہ درستی اس کے علاوہ میں ہے اس نے اس سے خیانت کی۔[6]

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: اگر کوئی مسلمان کسی سے مشورہ کرے اور وہ دانستہ (جان بوجھ کر) غلط مشورہ دے تاکہ وہ مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو وہ مشیر (مشورہ دینے والا) پکا خائن ہے خیانت صرف مال ہی میں نہیں ہوتی، راز، عزت، مشورے تمام میں ہوتی ہے۔[7] لہٰذا جب بھی کوئی ہم سے مشورہ طلب کرے تو اپنے لحاظ سے سب سے بہترین مشورہ دینا چاہیے تاکہ احادیثِ مبارکہ میں مذکور وعید میں شامل ہونے سے بچ جائیں۔ اللہ پاک ہمیں ہر معاملے میں خیانت سے محفوظ فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) ترمذی، 4/375، حدیث: 2831 (2) مسلم، ص64، حدیث: 283 (3) مسلم، ص51، حدیث: 196 (4) شعب الایمان، 6/77، حدیث: 7542 (5) ترمذی، 4/375، حدیث: 2831 (6) ابو داود، 3/449، حدیث: 3657 (7) مراٰۃ المناجیح، 1/212

63 نیک اعمال

(نیک عمل نمبر 29)

اولاد کو نیک اور برا بنانے میں والدین کی تربیت کا بھی دخل ہوتا ہے، جن بچوں کی اچھی تربیت میں والدین ناکام ہو جائیں تو وہ بچے معاشرے کے بگاڑ کا سبب بن جاتے ہیں۔ لہٰذا اولاد کی تربیت قرآن و سنت کے مطابق کرنے کے لئے والدین کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ چنانچہ امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ والدین کو ان کی اس عظیم ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے 63 نیک اعمال کے رسالے میں روزانہ اس بات کا جائزہ لینے کا کچھ یوں ذہن دیتے ہیں:

نیک عمل نمبر 29: کیا آج آپ نے اپنی اولاد کی قرآن و سنت کے مطابق تربیت کرنے کی کوشش کی؟(وقتاً فوقتاً نماز کی ترغیب اور وضو وغیرہ، کھانا، پانی اور بجلی میں اسراف سے بچنا، بالخصوص سنت کے مطابق کھانا پینا، سیدھے ہاتھ سے لینا دینا، جھوٹ، غیبت، چغلی اور گالی گلوچ، کھلونوں میں میوزک، گیمز اور فضول استعمال کے لیے موبائل فون دینا، بات چیت میں آپ اور جی وغیرہ وغیرہ۔)

بلاشبہ اولاد انسان کے لئے اللہ پاک کی رحمت اور نعمت ہوتی ہے، اس لئے ان کی تربیت کی بھاری ذمہ داری والدین پر ہوتی ہے کہ بچپن ہی سے بچوں کی قرآن و سنت کے مطابق صحیح تربیت کر کے انہیں معاشرے کا بہترین فرد بنائیں۔ اگر ہم اپنے بچوں کی تربیت اسلامی طریقے پر کریں گی، انہیں عالمِ دین، حافظِ قرآن اور سنتوں کا پیکر بنائیں گی تو یہ ہمارے لئے بخشش و نجات کا ذریعہ بنیں گے۔ اگر صرف دنیاوی طریقوں پر تربیت کریں گی اور ڈاکٹر و انجینئر وغیرہ بنا کر مغربی تہذیب کا نمائندہ بنانے کی کوشش کریں گی تو ہو سکتا ہے وہ دنیا میں کامیاب ہو جائیں مگر آخرت میں ناکام ہو جائیں۔ لہٰذا اولاد کو دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی دلوایئے تا کہ وہ معاشرے میں مثالی کردار کے مالک بنیں۔ چنانچہ،

بچوں کی تربیت پر بھرپور توجہ دیجئے کہ ان کی زندگی کے ابتدائی سال بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں، بنیاد مضبوط ہو گی تو عمارت دیرپا ہو گی۔ کیونکہ بچہ جو کچھ بچپن میں سیکھتا ہے وہ اسے ساری زندگی یاد رہتا ہے، اس لئے کہ اس کا ذہن ایک خالی تختی کی طرح ہوتا ہے اس پر جو لکھا جائے ساری عمر کے لئے محفوظ ہو جائے گا۔ لہٰذا اگر یہ سوچا جائے کہ ابھی بچہ چھوٹا ہے، ناسمجھ ہے، ذرا بڑا ہو جائے تو اس کی اخلاقی تربیت شروع کریں گی تو کہیں دیر نہ ہو جائے اور بچہ ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ لہٰذا بچوں کو شروع ہی سے اچھی باتیں، عادتیں اور اچھے اخلاق سکھانے چاہئیں۔ اللہ پاک نے سورۂ لقمان میں اپنے پیارے بندے حضرت لقمان کی ان نصیحتوں کو بیان فرمایا جو انہوں نے اپنے بیٹے کو فرمائیں۔ ان نصیحتوں کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے: اے میرے بیٹے! کسی چیز یا شخص کو اللہ پاک کا شریک نہ قرار دینا، بے شک شرک یقیناً بڑا ظلم ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی برائی سے بچنا، کیونکہ برائی اگر رائی کے دانے جتنی چھوٹی بھی ہو اور وہ کسی چٹان، آسمان، زمین، غار میں کہیں بھی ہو اسے قیامت کے دن اللہ پاک بندے کے سامنے لے آئے گا۔ نماز

قائم رکھنا، اچھائی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا اور مصیبت آنے پر صبر کرنا، بے شک یہ بہت ہمت والے کاموں میں سے ہیں۔ یونہی غرور و تکبر سے بچنا اور چیخنے چلانے کے بجائے مناسب انداز میں گفتگو کرنا وغیرہ۔

ان نصیحتوں پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ بچوں کی تربیت کے معاملے میں والدین کو بطور خاص یہ چار کام کرنا چاہیے:

(1) بچوں کے عقائد کی تعلیم، اصلاح، پختگی اور استقامت پر توجہ دیجئے کہ عقائد کا بگاڑ آفتوں، مصیبتوں اور بلاؤں کے نازل ہونے، دلی بے قراری اور بے چینی کا ذریعہ اور جہنم میں جانے کا حق دار بنا دیتا ہے، لہٰذا انہیں اللہ و رسول کی محبت کے جام پلایئے اور بنیادی عقائدِ اہلسنت سکھایئے تاکہ وہ عشقِ سرکار کے پیکر بنیں۔

(2) بچوں کے ظاہری اعمال و عبادات یعنی نماز روزے وغیرہ پر توجہ دیجئے اور انہیں ظاہری و باطنی آداب کے ساتھ ساتھ ضروری عبادات بھی سکھایئے، خود بھی پنج وقتہ نماز ادا کیجئے تاکہ آپ کے بچے آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نماز کے عادی ہو جائیں۔ یاد رکھئے! ایک روایت کے مطابق بچے کو سات سال کی عمر ہو جانے پر نماز سکھانے اور دس سال کا ہو جانے پر نماز کے معاملے میں اس پر سختی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔[1] نیز بچوں کو قرآن بھی پڑھایئے کہ نورِ قرآن سے بچوں کے دل و دماغ آراستہ ہوں گے اور آپ کو بھی قیامت میں اس کے بدلے عظیم الشان انعامات ملیں گے جیسا کہ ایک روایت میں ہے: جس نے دنیا میں اپنے بچے کو قرآنِ کریم پڑھنا سکھایا بروزِ قیامت جنت میں اس کو ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی بنا پر اہلِ جنت جان لیں گے کہ اس نے دنیا میں اپنے بیٹے کو قرآن کی تعلیم دلوائی تھی۔[2]

(3) بچوں کے باطن کی اصلاح اور درستی کی جانب توجہ کرنی چاہیے کہ والدین جب یہ یقین دل میں بٹھا دیں گے کہ اللہ پاک سمیع و بصیر اور علیم و خبیر ہے، وہ بندے کا ہر عمل ہر وقت دیکھ رہا ہے، کوئی عمل اس سے چھپا ہوا نہیں، اور ہر چھوٹے بڑے عمل کا قیامت میں حساب دینا ہو گا تو باطنی اصلاح آسان ہو جائے گی۔

(4) بچوں کی اخلاقی تربیت کیجئے، انہیں آدابِ زندگی، معاشرتی اخلاقیات اور اسلامی کردار سکھایئے کہ اچھے اخلاق آخرت میں اللہ پاک کی رضا کا ذریعہ ہیں۔ کیونکہ میزانِ عمل میں کوئی چیز حُسنِ اخلاق سے بڑھ کر نہیں ہے۔[3] ایک روایت کے مطابق کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھا ادب سکھانے سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں دیا۔[4] لہٰذا بچوں کے اخلاق و آداب پر بھرپور توجہ دیجئے کہ یہ اچھے ہوں گے تو معاشرے میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔ انہیں نیک عمل 29 کے مطابق کھانے کی سنتیں سکھایئے تاکہ پیٹ بھرنے کے ساتھ ساتھ ثواب بھی حاصل ہو۔ بلکہ انہیں لباس و جوتا پہننے، ناخن کاٹنے، بال سنوارنے، تیل اور سُرما لگانے، اٹھنے بیٹھنے اور سونے جاگنے وغیرہ ہر کام کو سنت کے مطابق کرنے کا ذہن دیجئے۔ بالخصوص بچوں کو گفتگو کے آداب ضرور سکھایئے کہ اچھی گفتگو انسان کی اچھی تربیت، اس کے اچھے کردار اور اچھے اخلاق کی عکاسی کرتی ہے۔ آج کل جھوٹ، غیبت اور چغلی کی بیماری اس قدر عام ہے کہ لوگ اسے گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ لہٰذا خود بھی ان برائیوں سے بچئے اور بچوں کو بھی بچانے کی کوشش کیجئے۔

الحمد للہ! برائیوں سے بچنے کا ایک ذریعہ چونکہ روزانہ کی بنیاد پر اپنے اعمال کا جائزہ لینا بھی ہے، لہٰذا 63 نیک اعمال کا رسالہ پر کرنے کی عادت بنایئے اور عیسوی ماہ کے آخر میں اپنے علاقے کی متعلقہ ذمہ دار اسلامی بہن کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔ اللہ پاک ان نیک اعمال کی برکت سے ہمارے بچوں کو بھی نیک بنائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

[1] ترمذی، 1/416، حدیث: 407 [2] معجم اوسط، 1/40، حدیث: 96
[3] الادب المفرد، ص 78، حدیث: 270 [4] ترمذی، 3/383، حدیث: 1959

تحریری مقابلہ

نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کے 34ویں تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 228 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
حضور کی اپنے نواسوں سے محبت	118	غلط مشورہ	81	بہو کو نوکرانی مت سمجھئے	29

مضمون بھیجنے والیوں کے نام

حضور ﷺ کی اپنے نواسوں سے محبت اٹک حضرو: بنت محمد ایوب۔ اسلام آباد: جکیوٹ: بنت جاوید اقبال۔ اسلام آباد: گلشن عطار: بنت محمد یسین۔ پاکپتن: غلہ منڈی: بنت طاہر۔ حافظ آباد: کالیکی منڈی: بنت حق نواز۔ خانیوال: کوہی والا: بنت سعید۔ خوشاب: جوہر آباد: بنت اشرف، بنت ظہیر حسین، بنت محمد لطیف، ہمشیرہ احمد علی۔ راولپنڈی: صدر: بنت شکیل۔ سیالکوٹ: پاکپورہ: بنت سید ابرار حسین۔ تلواڑہ مغلاں: بنت محمد نعیم، بنت محمد لطیف، بنت رزاق احمد، بنت جاوید سرور، بنت رفیق، بنت احمد رضا، بنت عارف حسین، خوشبوئے مدینہ، بنت بشارت علی، بنت شاہد محمود، بنت فیصل، ہمشیرہ غلام عباس، بنت ناصر محمود، ہمشیرہ منظور حسین، بنت محمد اشرف، بنت فیصل مجید، بنت افضل، بنت مطیع الرحمن، بنت جنید اشرف۔ شفیع کا بھٹہ: بنت سعید، بنت ندیم جاوید، ہمشیرہ حافظ اسامہ بن امین، بنت عتیق، بنت سلیمان، بنت ہمایوں، بنت عرفان، بنت صغیر احمد، ہمشیرہ میر حمزہ، بنت محمد عابد، بنت اشفاق احمد، بنت عارف محمود، بنت شبیر احمد، بنت محمد وسیم، بنت رضا حسین، بنت محمد سلیم، بنت محمد رمضان، ہمشیرہ حمزہ سلیم، بنت محمد سجاد، بنت محمد اورنگزیب، بنت اشرف، بنت بابر، ہمشیرہ محمد منیب، بنت شمس پرویز، بنت محمد فرید، بنت محمد ناصر، بنت خالد پرویز، بنت شہباز احمد، بنت محمد احسن، بنت عثمان علی، بنت محمد امین، بنت محمد جان، ہمشیرہ محمد اسماعیل، بنت انعام اللہ، بنت خلیل احمد، بنت بشیر حسین، بنت ساجد، بنت طاہر، بنت محمد عارف، بنت محمد امجد، بنت محمد امجد پرویز، بنت تنویر، بنت محمد عارف۔ گلبہار: بنت غلام حیدر، اخت سلطان، بنت رضوان، بنت رشید احمد، بنت شمس پرویز، ام ہانی۔ مظفرپورہ: بنت اعظم، بنت نعیم، بنت ارشد، بنت اعجاز، بنت غلام میراں، بنت اظہر اقبال، بنت نعمان شہزاد، بنت یاسر عشرت، بنت خلیل احمد، بنت محمد نواز۔ معراج کے: بنت رضا حسین، بنت محمد عارف، بنت محمد سلیم، بنت محمد ذوالفقار، بنت محمد شوکت، بنت محمد اکبر، بنت شفیق احمد، بنت پرویز اختر، بنت نصیر احمد۔ نندپور: بنت محمد الیاس، بنت ملک طارق محمود، بنت عبدالستار مدنیہ، بنت افتخار احمد، بنت عبد الرزاق، بنت خالد، بنت رمضان احمد، بنت محمد سلیم، بنت محمد صدیق، بنت محمد انور، ام ہانی، ہمشیرہ امیر حمزہ۔ فیصل آباد: جھمرہ سٹی: بنت محمد انور۔ کراچی: دھوراجی: بنت شہزاد احمد۔ فیض مدینہ: بنت محمد عثمان۔ فیضان رضا: بنت افضل، بنت محمد عدنان خان۔ فیضان سعدی: بنت علی۔ لاہور: اچھرہ: بنت آفتاب۔ ملتان: قادرپوراں: بنت محمد اسحاق۔

بہو کو نوکرانی مت سمجھیے حیدرآباد: فیضان مدینہ: بنت عمران۔ خوشاب: جوہر آباد: بنت محمد احسان۔ رائیونڈ: بنت عبد الرشید۔ تلواڑہ مغلاں: بنت محمد ارشد، بنت رضا، ہمشیرہ محمد عذیر۔ شفیع کا بھٹہ: بنت عرفان، بنت محمد ریاض، بنت انتظار حسین، بنت امجد فاروق۔ گلبہار: بنت ندیم احمد، اخت سلطان۔ معراج کے: بنت محمد ریاض، بنت نور حسین، بنت محمد الیاس، بنت ظفر اقبال۔ نند پور: بنت ملک طارق محمود، بنت محمد الیاس، بنت عبد الستار مدنیہ، ہمشیرہ امیر حمزہ، بنت شہزاد کامل، بنت محمد انور، بنت رمضان احمد، ام ہانی۔ کراچی: دھوراجی: بنت محمد عدنان۔ فیڈرل بی ایریا: زوجہ افضال نصیر۔ فیض مدینہ: بنت عبد الوسیم بیگ۔ گجرات: کھاریاں کینٹ: بنت نثار احمد۔ لاہور: اچھرہ: بنت آفتاب۔

غلط مشورہ بہاولپور: شاہدرہ: بنت فلک شیر۔ خانیوال: کوہی والا: بنت اللہ نور، بنت لقمان۔ خوشاب: جوہر آباد: بنت امتیاز حسین، بنت غلام رسول، بنت غلام محمد، بنت محمد شبیر، ہمشیرہ احمد علی، ہمشیرہ محمد عتیق۔ راولپنڈی: صدر: بنت مدثر۔ ساہیوال: طارق بن زیاد: بنت رفیق۔ تلواڑہ مغلاں: بنت شہزاد، بنت نصیر احمد، بنت عبد الوحید خان، بنت سائیں ملنگا، بنت محمد یسین، بنت اظہر، بنت محمد جمیل، بنت عاصم شہزاد، بنت مدثر اقبال، بنت محمد سجاد، اخت عبد الاحد، بنت وسیم علی، بنت اعجاز احمد، بنت اسلم۔ شفیع کا بھٹہ: بنت محمد اصغر مغل، بنت محمد ندیم میاں، ہمشیرہ حامد، ہمشیرہ محمد آصف، بنت ممتاز، بنت جہانگیر، بنت راشد محمود، بنت عرفان، بنت ذو الفقار انور، بنت عنایت اللہ، بنت محمد جاوید، بنت طارق محمود، بنت محمد بشیر، بنت کاشف شیراز، بنت آصف اقبال، بنت اصغر، بنت محمد اکرم، بنت فضل الٰہی، بنت محمد شبیر، بنت محمد آصف، بنت شمس پرویز، بنت رزاق بٹ، بنت اعجاز احمد۔ گلبہار: بنت محمد شہباز، ام مشکوۃ، اخت سلطان، ام ہلال، بنت ندیم احمد، بنت ایاز۔ مظفر پورہ: بنت عمران، بنت نعمان شہزاد، بنت محمد شہباز، بنت محمد نواز۔ معراج کے: بنت محمد جاوید، بنت عنایت اللہ، بنت شبیر حسین، بنت محمد افضل بھٹی، بنت غفور احمد، بنت محمد سلیم۔ نند پور: بنت محمد الیاس، بنت ملک طارق محمود، بنت عبد الستار مدنیہ، بنت محمد سلیم، بنت محمد رمضان، بنت محمد انور، ہمشیرہ امیر حمزہ، ام ہانی۔ نواں پنڈ آرائیاں: بنت ظفر اسلام۔ فیصل آباد: چباں: بنت ارشد محمود، بنت جاوید اقبال۔ کراچی: فیڈرل بی ایریا: زوجہ افضال نصیر۔ فیض مدینہ: بنت طفیل الرحمن ہاشمی، بنت محمد فہیم کھتری۔ لاہور: اچھرہ: بنت آفتاب۔ لاہور: گڑھی شاہو: بنت اسلم۔ عرب: بحرین: بنت مقصود۔ ہند: بنت نظام الدین۔

اول پوزیشن: بہو کو نوکرانی مت سمجھیے

بنتِ عبد الوسیم بیگ

(درجہ: ثالثہ، جامعۃ المدینہ گرلز فیضِ مدینہ نارتھ کراچی)

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں اور اپنی بچیوں کے ساتھ اچھا ہو۔[1]

آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ بہت سی خرابیوں کی طرح خاندانی نظام میں بگاڑ آگیا ہے۔ کسی کی اپنی بہن سے نہیں بن رہی تو کسی کی اپنے بھائی سے، کوئی کسی وجہ سے کسی سے نہیں مل رہی تو کوئی کسی وجہ سے تو کسی کے سسرالی معاملات میں بگاڑ ہے۔ ایک عورت جب شادی کر کے دوسرے گھر جاتی ہے تو اس کا تعلق مختلف رشتوں سے ہوتا ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ ان رشتوں کو وہی عزت و محبت دے جو وہ اپنے گھر میں اپنے گھر والوں کو دیتی ہے اور اس کے سسرال والوں کو بھی چاہیے کہ اسے وہی عزت، محبت اور پیار دیں جو وہ اپنی بیٹی کو دیتے ہیں اور اسے بھی اپنی بیٹی ہی سمجھیں، لیکن افسوس! معاملہ اس کے الٹ نظر آتا ہے۔ ساس کے جو معاملات اور رویہ اپنی بہو کے ساتھ ہوتا ہے وہ نہایت ہی قابلِ مذمت ہوتا ہے اور وہ اپنی بیٹی اور بہو میں واضح فرق کرتی ہے۔

معاشرے میں موجود ایک بہت بڑی برائی ساس کا بہو کے ساتھ نامناسب رویہ بھی ہے اور بہت سے واقعات ایسے ہیں کہ جن میں ساس کا بہو کے ساتھ نامناسب رویہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ عموماً ساسیں محدود ذہنیت اور انا پرستی کا مظاہرہ کرتی ہیں جن کے باعث بہوؤں سے ان کی تکرار ہوتی رہتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بسا بسایا گھر اجڑ جاتا ہے۔

ساس کا بہو اور بیٹی میں فرق کرنا ناقابلِ مذمت ہے۔ اسی طرح بہو کا اپنی ماں کی عزت کرنا اور شوہر کی ماں کی عزت نہ کرنا بھی بہت بری بات ہے اور اسلام ایسی ناانصافی کی اجازت نہ ماں کو دیتا ہے نہ ہی بہو کو۔

ایسی ساسوں کو چاہیے کہ وہ بہو کو گھر کی نوکرانی مت سمجھیں۔ بیٹی کی بڑی سے بڑی غلطی نظر انداز کرنا اور اگر بہو نے چھوٹی سی کوئی غلطی کر دی تو اسے اندھی اور نکمی ہونے کا طعنہ دینا، طنز کے تیر پھینکنا، اس کے خلاف اس کے شوہر کے کان بھرنا اور اسے ہر وقت ذلیل و رسوا کرتے رہنا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

بہو کے ہاں بچے کی ولادت پر ساس کہتی ہے: ہمارے بھی بچے ہوئے مگر ہم نے تو دو دن سے زیادہ آرام نہیں کیا لیکن آج کل کی لڑکیاں کام چور ہو گئی ہیں۔ اس موقع پر ساس کو سوچنا چاہیے کہ جو سلوک میں اپنی بہو کے ساتھ اس کی اس حالت میں کر رہی ہوں اگر یہ سب میری بیٹی کے ساتھ ہو تو کیا میں برداشت کر لوں گی؟

اگر بہو ناراض ہو کر میکے چلی جائے تو اس کا قصور وار بہو کو ہی ٹھہرایا جاتا ہے اور اس بات کو جاننے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی کہ واقعی بہو کا کوئی قصور ہے بھی یا نہیں! اس کی کوئی غلطی ہے بھی یا نہیں! اس موقع پر ساس یہ کیوں نہیں سوچتی کہ میرا بیٹا بھی اسی طرح بہو کا خیال رکھے جس طرح میں چاہتی ہوں کہ میری بیٹی کا خیال رکھا جائے!

لمحہ فکریہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ در اصل ہماری زندگی میں لگنے والے زخم ہوتے ہیں جن سے ہمیں ہلکی سی جلن ہوتی ہے۔ اگر ہم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں تو یہ خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے لیکن ہم انہیں کریدتی ہیں۔

عورت اپنی ساس کی برائی شوہر سے اور ساس بہو کی برائی اپنے بیٹے سے کرتی رہے تو یہ باتیں دل میں بیٹھ جاتی ہیں۔ لہٰذا ساس کو چاہیے کہ وہ اپنی بہو کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اس کو گھر کی نوکرانی تصور نہ کرے، اس کی غلط باتوں کو جہاں تک ممکن ہو نظر انداز کرے اور اچھی تدبیر سے کام لے۔ بہو کو بھی چاہیے کہ اگر ساس کسی بات پر ڈانٹ دیں اور غصہ کریں تو یہ سوچ کر صبر کر لے اور پلٹ کر جواب نہ دے کہ اگر اس جگہ میری ماں ہوتی تو میرا کیا ردِّ عمل ہوتا؟ دونوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے حقوق کے معاملے میں اللہ پاک سے ڈرتی رہیں، صبر و برداشت اور درگزر سے کام لیں۔

الغرض اگر ہم زندگی کو خوشحال بنانا چاہتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ ہماری زندگی دوسروں کے لئے آئیڈیل بن جائے تو آپس میں خوب محبت سے رہیں اور ایک دوسرے کا خیال رکھیں۔

اگر ساس بہو آپس میں ایک دوسرے کی محبت کو کم ہوتا دیکھیں تو اس کے لئے خوب دعا کریں۔

اگر ساس بہو ان باتوں کو اپنا لیں گی اور ان اصولوں کی روشنی میں اپنی زندگی گزارنے کا ارادہ کر لیں تو اللہ پاک کے کرم سے دنیا اور آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں گی اور اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے والی بن جائیں گی۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کو اچھے انداز سے سمجھنے، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے اور ساس بہو کو نرم گفتگو کرنے اور اچھے طریقے سے پیش آنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

1 شعب الایمان، 6/415، حدیث: 8720

تاثرات و سفارشات

عالمہ ام غزالی عطاریہ مدنیہ | شعبہ ماہنامہ خواتین

ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) کے متعلق موصول تاثرات وتجاویز میں سے چند تاثرات وتجاویز ضروری ترمیم واضافے کے بعد پیشِ خدمت ہیں۔

اُمِّ انس عطاریہ (رکن انٹر نیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ)

ماشاء اللہ ماہنامہ خواتین کیا ہی خوب ہے، بالخصوص **پیغام بنتِ عطار**، **معجزاتِ انبیا**، **شرح سلام رضا** اور **اخلاقیات** تو ایسے دلچسپ سلسلے ہیں کہ پڑھتے ہوئے ان میں گم ہو جاتی ہوں۔ اے کاش! یہ سلسلے کتابی شکل میں بھی شائع ہو جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ اسلامی بہنیں فیض یاب ہو سکیں۔

ام حبیبہ عطاریہ مدنیہ (معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز گلبہار سیالکوٹ)

اگر ماہنامہ خواتین کتابی شکل میں شائع ہو جائے تو اس کے ذریعے کثیر فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، مثلاً جو خواتین اینڈرائیڈ فون استعمال نہیں کرتیں یا انہیں فون استعمال کرنا نہیں آتا یا انہیں فون استعمال کرنے کی اجازت نہیں تو ایسی تمام خواتین ماہنامہ خواتین کو کتابی شکل میں حاصل کر کے علمِ دین سے خوب خوب فیض یاب ہو سکتی ہیں، کیونکہ کتاب ایک ایسی چیز ہے جس تک رسائی میں کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی۔ نیز اسلامی بہنوں کو بھی یہ کتاب بطور تحفہ پیش کی جاسکے گی۔

بنتِ رزاق (نند پور سیالکوٹ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ماشاء اللہ ماہنامہ خواتین بہت اچھا ہے۔ عرض ہے کہ اس میں خواتین کے لیے مزید اچھے اچھے مضامین شامل ہونے چاہئیں، مثلاً گھر اور اجتماع کو چلانے کے بارے میں اصلاحات اور پردے کے بارے میں مضامین وغیرہ تاکہ معلومات میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو اور ان پر عمل بھی کیا جاسکے۔

اُمِّ شفا عطاریہ (ذمہ دار جامعۃ المدینہ گرلز فیروز آباد)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ! ماہنامہ خواتین اسلامی بہنوں کو رائٹر یعنی لکھاری بننے کے مواقع فراہم کرتا ہے، خصوصاً اس ماہنامہ میں شامل مستقل سلسلہ بنام **نئی لکھاری** میں ہر ماہ خواتین کو 3 عناوین پر مضامین لکھنے کے لئے دیئے جاتے ہیں، کثیر اسلامی بہنیں اس تحریری مقابلے میں شامل ہو کر اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھاتی اور اپنے مضامین شعبہ ماہنامہ خواتین کے آفیشل نمبر پر سینڈ فرماتی ہیں، پوزیشن ہولڈرز کو شعبہ ماہنامہ خواتین کی طرف سے باقاعدہ مدنی چیک بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ ہم بھی اس تحریری مقابلے میں حصہ لے کر اپنی علمی، عملی اور تحریری قابلیت کو بڑھا سکتی ہیں۔ اے کاش! تمام ہی اسلامی بہنیں سستی اڑا کر باقاعدگی کے ساتھ تحریری مقابلے میں حصہ لینے والی بن جائیں۔

بنتِ محمود (چباں فیصل آباد)

ماشاء اللہ ماہنامہ خواتین میں شامل سبھی مضامین لائقِ تحسین ہیں۔ لہٰذا عرض ہے کہ جس طرح ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی تشہیر وبکنگ کا سلسلہ ہوتا ہے اسی طرح ماہنامہ خواتین کی تشہیر وبکنگ کا بھی سلسلہ ہونا چاہیے تاکہ یہ بھی گھر گھر پہنچے اور نیکی کی دعوت مزید خوب عام ہو۔

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتی ہیں! اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز اس ای میل ایڈریس mahnamahkhawateen@dawateislami.net پر یا واٹس ایپ نمبر 03486422931 پر تحریراً بھیج دیجئے۔

دعوتِ اسلامی کے چند شعبہ جات کی جائزہ رپورٹ (2023اور2024)

2 ستمبر 1981 میں عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی معرضِ وجود میں آئی تو اس وقت صرف اسلامی بھائی ہی اس تحریک سے وابستہ تھے اور امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ مل کر اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے مقدس جذبے کے تحت نیکی کی دعوت کی دھومیں مچاتے تھے، پھر جوں جوں اس تحریک کی مقبولیت بڑھی تو پردہ نشین خواتین بھی اس کے اندازِ تبلیغ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں اور اشاعتِ دین کی خاطر اس پیاری تحریک کا حصہ بن کر اس کے پیغام کو طبقہ خواتین میں اصلاحی انداز میں عام کرنے میں کوشاں ہو گئیں۔ خواتین میں اس دینی تحریک کی روز بروز بڑھتی مقبولیت کے پیشِ نظر ان میں دینی کاموں کو مزید منظم انداز میں فروغ دینے کا فیصلہ کیا گیا یوں کہ دعوتِ اسلامی کے تحت اسلامی بہنوں کے کئی شعبہ جات قائم کئے گئے، ان شعبہ جات سے وابستہ اسلامی بہنیں گھریلو مصروفیات کے باوجود شرعی احتیاطوں کے ساتھ سنتوں کی دھومیں مچانے میں مصروفِ عمل ہیں۔ اسلامی بہنوں کے مختلف شعبہ جات کی طرف سے شعبہ ماہنامہ خواتین کو بھیجی گئی 2023 اور 2024 کی رپورٹ کا اگر سرسری جائزہ لیا جائے تو ہمیں پتا چلے گا کہ اسلامی بہنیں کس قدر اخلاص، استقامت، محنت و لگن اور شوق و ذوق کے ساتھ سنتوں کی خدمت میں مصروف ہیں۔ بطورِ ترغیب اس رپورٹ کا مختصر جائزہ پیشِ خدمت ہے:

شعبہ جات	کام	کارکردگی 2023	کارکردگی 2024	اضافہ 2024
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات	تعداد اجتماعات	15514	16880	1366
مدنی کورسز	کورسز	24022	49777	25755
قرآن ٹیچر ٹریننگ کورس	کورسز	3337	3554	217
مدرسۃ المدینہ بالغات	مدرسۃ المدینہ بالغات درجے	13931	17696	3765
گلی گلی مدرسۃ المدینہ	مدارس المدینہ درجے	6961	10045	3084
شعبہ حج و عمرہ	سیشنز	94	1215	1121
شعبہ فیضانِ صحابیات	مدنی مراکز اسلامی بہنیں	160	275	115
نیو سوسائٹیز	نیو سوسائٹیز	157	243	86
رہائشی کورسز (سابقہ نام رہائشی فیضانِ صحابیات)	رہائشی کورسز	179	242	63
فنانس ڈیپارٹمنٹ	ای رسید اکاؤنٹس	11389	12572	1183
فیضانِ مرشد	کل منسلک	5727	6050	323
روحانی علاج	ہفتہ وار بستوں کی تعداد	162	334	172

اسلامی بہنوں کے دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

فروری 2025 / شعبان المعظم 1446ھ کے دینی کاموں کی کارکردگی

دینی کام		نیشنل	انٹرنیشنل	ٹوٹل
منسلک اسلامی بہنیں		1040109	320351	1360460
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات	تعداد اجتماعات	11228	5740	16968
	شرکائے اجتماعات	423343	162507	585850
مدرسۃ المدینہ (بالغات)	مدارس المدینہ کی تعداد	11915	5045	16960
	پڑھنے والیاں	110946	38208	149154
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		743758	150057	893815
مدنی مذاکرہ سننے والیاں		150400	41119	191519
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		120517	43264	163781
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		116055	42628	158683
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		35537	14279	49816

جنوری 2025 میں اسلامی بہنوں کے 11 شعبہ جات میں ہونے والے کورسز و سیشنز کی مجموعی کارکردگی

	مقامات	شُرکا
مدنی کورسز / سیشنز	18933	354636

37واں تحریری مقابلہ عنوانات برائے جولائی 2025

1. حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حضرت عائشہ سے محبت
2. خود غرضی
3. طلاق کے خاندان پر اثرات

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ 20 اپریل 2025

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

فیضانِ صحابیات سکھر

الحمدللہ فیضانِ مرشد سے فیض یاب دعوتِ اسلامی کے تحت اسلامی بہنوں کا مدنی مرکز بنام **فیضانِ صحابیات ریجنٹ سلیم کالونی سکھر** کا باقاعدہ افتتاح 2021 میں شعبہ اصلاحِ اعمال پاکستان مشاورت ذمہ دار کے مبارک ہاتھوں سے ہوا۔

فیضانِ صحابیات سکھر میں ہونے والے دینی کام

- الحمدللہ فیضانِ صحابیات سکھر میں رہائشی کورسز اور مدنی مشوروں کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً شارٹ کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔ نیز مختلف ایونٹس پر اجتماعات بھی منعقد ہوتے ہیں، مثلاً: اجتماعِ میلاد، یومِ صدیقِ اکبر، یومِ اعلیٰ حضرت، یومِ امیرِ اہلِ سنت اور یومِ دعوتِ اسلامی وغیرہ۔
- علاوہ جمعۃ المبارک روزانہ دوپہر 2 تا 3 بجے گلی گلی مدرسۃ المدینہ لگایا جاتا ہے (یہاں پر چھوٹی بچیوں کو قرآنِ پاک کی تعلیم دی جاتی ہے)۔
- بروز بدھ دوپہر 2 بجے اسلامی بہنوں کا ہفتہ وار سنتوں بھرا اجتماع ہوتا ہے جس میں شریک ہوکر اسلامی بہنیں علمِ دین کے مدنی پھول حاصل کرتی ہیں۔
- علاوہ جمعۃ المبارک روزانہ دوپہر 3 تا 4 بجے مدرسۃ المدینہ بالغات بھی لگتا ہے جس میں تربیت یافتہ اسلامی بہنیں بڑی عمر کی خواتین کو درست قواعد و مخارج کے ساتھ قرآنِ پاک کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی شرعی، اخلاقی اور تنظیمی تربیت بھی کرتی ہیں۔
- ہفتے والے دن صبح 9 تا دوپہر 1 بجے تک روحانی علاج کا بستہ لگایا جاتا ہے، جہاں دکھیاری اسلامی بہنوں کو روحانی علاج، کاٹ اور تعویذات و وظائف کی مفت سہولت فراہم کی جاتی ہے۔

ib.darulsunnahpak@dawateislami.net